امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

# نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف، پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ احمد پٹیل صاحب بھی چل بسے
■ بچوں کے ایمان کی حفاظت کے لیے......
■ کمسن سپہ سالار نے کفر کی کمر توڑ دی
■ کھلے دل سے معاف کر دیجئے
■ خود کفیل معاشرہ کے لیے تجارت کی اہمیت
■ دعوت دین کے عصری تقاضے
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 60/70 | مورخہ ۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸ر دسمبر ۲۰۲۰ء | شمارہ نمبر 51

تبرکات

# جماعتی نظام کو مستحکم بنائیں

قطب العالم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری قدس اللہ سرہ العزیز

اسلام پر اندر اور باہر سے حملے ہو رہے ہیں، تمام فرق باطلہ، اسلام اور اہل اسلام کو تباہ و برباد کرنے میں شب و روز مشغول ہیں، ایک طرف عیسائی مشینریاں ہیں جو لاکھوں روپیہ عیسائیت کی اشاعت اور اسلام کی بربادی میں پانی کی طرح بہا رہی ہیں تو دوسری طرف خود ہندستان کی دو منظّم جماعتیں قادیانی اور آریہ سماجیوں کی ہیں جو ہر ممکن طریقہ سے بے دریغ جان و مال سے اسلام کی سچی تعلیمات کو مٹانے کے درپے ہیں اور شب و روز قادیانیت اور آریت کی اشاعت میں منہمک ہیں اور ابطال حق اور فساد فی الارض کے لیے ہر قسم کی قربانی جانی و مالی کر رہے ہیں، مگر ہمارے علمائے اہل سنت والجماعت ابھی تک آپس میں معمولی فروعی مسائل کے رد و قدح میں منہمک ہیں اور فروع کو اصول کا مرتبہ قرار دے کر آپس میں جنگ و جدال کر رہے ہیں، جس سے بجائے اصلاح کے اور فساد پیدا ہوتا ہے اور تمام قوت جو اسلام کی حفاظت اور قوم کی فلاح میں صرف ہوتی بیکار ضائع ہو رہی ہے۔

علمائے کرام! آپ کا تو فرض تھا کہ آپ غور کرتے کہ ہندستان کی موجودہ حالت کے اعتبار سے دین قویم اور قوم کی حفاظت کے لیے اصول اسلام اور قوانین اسلام کو مدنظر رکھتے ہوئے کن کن امور کی ضرورت ہے اور کیا کیا وہ تدابیر ہیں جو مسلمانوں کے بقائے دین اور باعزت زندگی بسر کرنے کے لیے اختیار کرنی چاہئے۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمانوں کو اپنی بقا اور دین کی حفاظت اور ترقی کے لیے خود اپنے گھر کی چیزوں کو دیکھنا چاہئے، یعنی کتاب اللہ اور احادیث و آثار، اقوال فقہاء کے اندر اپنی اصلاح کی تدبیروں کو تلاش کرنا چاہئے۔

اگر اہل اسلام بالخصوص علمائے کرام اپنی اصلاح کے لیے غیروں کی طرف دیکھیں اور دوسروں کے دروازوں کی دریوزہ گری کریں تو یہ نہایت بدقسمتی ہوگی اور اسلام پر یہ بھی ایک ظلم ہوگا کیوں کہ ان کا مذہب ان کا دین جامع ہے، دین و دنیا، عبادت و معاملات، قوام و نظام، الغرض ہر چیز پر محیط ہے، کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کو شریعت اسلامیہ نے نہ بتایا ہو۔

پھر بتائیے کہ وہ اصول جو اللہ اور اس کے رسول نے بتایا ہو یا صحابۂ کرام اور فقہائے عظام نے قرآن و حدیث سے مستنبط کر کے بیان کیا ہو بہتر ہوگا یا وہ اصول جو انسانوں کے دماغوں نے بغیر ہدایت کتاب و سنت اختراع کیا ہو، حاشا و کلا! کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لیے یہ کہنے کے لیے تیار نہ ہوگا کہ کتاب اللہ اور سنت سے جو اصول و قوانین ماخوذ ہیں ان کے مقابلہ میں انسانوں کے اختراعی اصول کچھ بھی وقعت رکھتے ہیں۔

پس جب یہ امر مسلّم ہے تو تمام اہل اسلام بالخصوص علمائے کرام کا اولین فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام شعبوں پر قوانین اسلام کو جاری اور حاوی کر لیں اور اپنی زندگی کے کسی شعبہ کو اصول اسلام اور قوانین اسلام کے حیطۂ اقتدار سے باہر نہ ہونے دیں، اگر اس راہ میں ابتداءً ان کے سروں پر جس قدر بھی مصیبتیں آئیں مگر اس کا انجام بہتر ہوگا، قرون اولیٰ کے واقعات اور صحابۂ کرام کی نظیریں آپ کے سامنے ہیں اور انہیں واقعات میں ہمارے لئے ہر قسم کی ہدایت اور تسکین موجود ہے۔

علمائے کرام اور اعیان ملت! مسلمانانِ ہند کے اسباب ہلاکت میں جس چیز کو سب سے زیادہ دخل ہے وہ ان کا منتشر اور پراگندہ ہونا ہے، اور قویٰ اسلامیہ کا شریعت اسلامیہ کے مطابق کسی مرکز پر متفقہ طور سے مجتمع نہ ہونا ہے، اگر کبھی اجتماع اور ائتلاف کا خیال پیدا ہوا بھی تو اصول کے مطابق نہیں جو شریعت اسلامیہ نے بتایا ہے، بلکہ انسانی دماغوں کے اختراع کا تتبع کیا گیا، انجمنیں بنیں اور کمیٹیاں قائم کی گئیں، جمعیتیں بنیں، مگر جماعت کا وجود نہ ہوا، حالاں کہ ہم جماعت کے التزام کے مکلّف ہیں اور ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے، ہم کو اس اجتماع اور ائتلاف کی ضرورت نہیں ہے جو انجمنوں اور کمیٹیوں میں ہوتا ہے بلکہ اس اجتماع اور ائتلاف کی ضرورت ہے جو جماعت سے بنایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج تک باوجود ہر قسم کی قربانیوں کے کوئی کام درست نہیں ہوا، بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مگر اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایک زمانۂ دراز کی تمنا اور آرزوؤں کے بعد اللہ پاک کی توفیق نے علمائے بہار اور اڈیشہ وجھارکھنڈ کی کہ انہوں نے ہمت و جرأت سے کام لے کر قیام جماعت اور نظام امت کے اصل اصول کو اختیار کیا، یعنی صوبہ بہار اور اڈیشہ وجھارکھنڈ کے لیے امارت شرعیہ قائم کی اور تمام صوبہ کے لیے ایک امیر شریعت ہونا لازم قرار دے کر تمام قوم کو ان کے اتباع کی دعوت دی کیوں کہ شرعی طور پر جماعت مسلم کی اصل شکل یہی ہے۔

علمائے کرام اور اعیان ملت! مسئلۂ امارت اسلامی زندگی و حیات کے لیے ایک ایسا کھلا ہوا اور روشن مسئلہ ہے جس پر کسی مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے جس شخص نے اسلام کے نظام کا مطالعہ کیا ہے اور احکام اسلام اور تاریخ اسلام کو بغور پڑھا ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ اسلام ایک لمحہ کے لیے بھی یہ پسند نہیں کرتا ہے کہ اسلامی آبادی کا کوئی حصہ بھی جانوروں کے ریوڑ کی طرح بغیر تنظیم و ترتیب اور بغیر قیادت و سیادت زندگی بسر کرے، اتفاق و اتحاد کی تاکید اور تشتت و تفرق کی مذمت قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں جس قدر وارد ہے وہ سب بہت مشہور معروف ہیں، نیز یہ اتحاد جس کی تشریح قولاً و فعلاً احادیث و آثار سے ثابت ہے وہ بھی مخفی نہیں ہے، اس لیے ضرورت نہ تھی کہ میں اس موقع پر اس مسئلہ کے متعلق شرعی حیثیت سے کوئی روشنی ڈالوں بالخصوص جب کہ علمائے بہار نے اس مسئلہ کی حقانیت اور اہمیت کا لحاظ کر کے عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ شکر اللہ سعیھم. لیکن بہت ممکن ہے کہ ابھی تک بہت سے لوگوں نے اس کی صداقت و حقانیت کو اچھی طرح نہ سمجھا ہو، اس لیے نہایت اختصار کے ساتھ میں چند اشارات کرنا چاہتا ہوں؛ تاکہ سب اچھی طرح اس کو سمجھ کر نہایت خوشی اور عقیدت کے ساتھ اس سلسلہ میں منسلک ہو جائیں اور دلی شوق اور صادق جذبہ کے ساتھ اس اسلامی مرکزیت کو قوی اور مستحکم بنائیں۔

برادرانِ ملت و اعیان اسلام! یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ اسلام اپنے متبعین اور اپنے پیروؤں کے لیے مخصوص تمدن، مخصوص معاشرت رکھتا ہے، زندگی کے ہر شعبہ کے لیے مخصوص احکام رکھتا ہے اور تمام احکام ایک مخصوص اجتماع اور مخصوص نظام کے مقتضی ہیں۔

انہیں ضروریات پر مسئلۂ خلافت کی بنیاد ہے اور خلافت، اسلامی نظام کا نظام اکبر ہے، جس کو اپنی اصلی شکل میں اسلامی آبادی کے ہر گوشہ پر محیط ہونا چاہئے، اگر آج خلافت اپنی اصلی حالت منہاج نبوت پر ہوتی اور ہندستان بھی اس کے حیطۂ اقتدار میں ہوتا تو یقیناً یہ بھی اسی نظام کے تحت ہوتا، یعنی تمام ہندوستان میں خلافت کی طرف سے امراء اور ولاۃ مامور ہوتے؛ لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی سے نہ خلافت اپنی اصلی حالت پر ہے اور نہ ہندوستان مسلمانوں کے حیطۂ اقتدار میں ہے۔

پس اب غور طلب امر یہ ہے کہ مسلمانوں کی اتنی بڑی آبادی کے لیے کیا احکام اجتماع بالکل ساقط ہیں؟ اور کیا علیکم بالجماعة کے حکم سے یہ آبادی مستثنیٰ ہے؟ اور کیا وہ تمام مسائل تمدن و معاشرت جو مخصوص اسلامی نظام کے مقتضی ہیں سب کے سب ہندستان کے مسلمانوں سے ساقط ہیں؟ حالاں کہ روزانہ زندگی میں ان کی احتیاج ہے اور کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے کہ ہر مسلمان بے سر کی فوج کی طرح پریشان رہے؟

اگر ان سب کا جواب اثبات میں ہے تو اس سے بڑھ کر اسلام پر اور کوئی بدنما داغ نہیں ہوسکتا، کہ اسلام نے اس غلامی اور مجبوری کی حالتوں میں اپنے پیروؤں کی زندگی و معاشرت کے لیے کوئی راہ نہیں بتائی۔

## غم کے سیاہ بادل ہمیشہ نہیں رہتے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے جلا وطن کیا گیا، آپ نے تین سال ایک گھاٹی میں زندگی گزاری، اس گھاٹی میں زندگی گزارنے کے ضروری سامان سے آپ کو محروم رکھنے کی پوری کوشش کی گئی، مگر سختیاں پائے استقامت کو ہلا نہ سکیں۔۔ بڑی بڑی لالچیں دی گئیں، لیکن خدا کا کلمہ بلند کرنے والا یہ کس طرح گوارا کرتا کہ اس طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے۔ دھمکیاں دی گئیں، قتل کے ارادے بھی کئے گئے، مگر عظمت و عزیمت کی راہ کا مسافر ان خطرات سے کہاں گھبراتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ میں زندگی تنگ کر دی گئی۔ سب کچھ ہوا، لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرامؓ نے اپنے دینی مشن کو بند کرنا تو کیا معنی، کبھی دھیما بھی نہ کیا۔ اس سے ہمیں سبق ملا کہ جب کبھی اور جہاں کہیں بھی اسلام و ایمان کی بنا پر ہم پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جائیں اور باطل کے قہر و غضب کے بادل سے ہم پر آگ و خون کی بارش برسنے لگے، تو اس وقت گھبرانا نہیں چاہئے، اس حالت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کو سامنے رکھنا چاہئے، جو اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے، اپنے ایمان و اسلام پر اور مضبوطی کے ساتھ جم جانا چاہئے۔ اور اس پر یقین رکھنا چاہئے کہ غم کے سیاہ بادل ہمیشہ نہیں رہتے، قہر و غضب کی یہ بدلی بھی جس سے اللہ کے بندوں پر آگ و خونی بارش ہو رہی ہے، آج نہیں تو کل ضرور چھٹے گی۔

**(ماخوذ از خطبات امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ: ص ۱۶۰)**

## اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں

(از: مولانا رضوان احمد ندوی)

### گھر-سکون کی جگہ

اللہ نے تمہارے لئے گھروں کو سکون کی جگہ بنایا اور چوپایوں کے چمڑوں سے تمہارے لئے ایسے ڈیرے بنا دیئے جن کو سفر میں چلنے کے دن اور ٹھہرنے کے دن ہلکا محسوس کرتے ہو، نیز بھیڑوں کے اون، اونٹوں اور بکریوں کے بالوں کے بہت سے سامان اور ایک وقت تک نفع کی چیزیں پیدا فرمادیں۔ (سورہ نحل: ۸۰)

**مطلب**: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مختلف طرح کی متعدد نعمتیں عطا کی ہیں، اگر بندہ ان نعمتوں کو شمار کرنا چاہے تو شمار نہ کر سکے، ذرا غور کیجئے کہ سانس لینے کیلئے ہوائیں چلائیں، بھوک و پیاس کی شدت کو ختم کرنے کے لئے غذا اور پانی فراہم کیا، چلنے پھرنے کے لئے زمین کو فرش بنایا، روشنی کے لئے سورج اور چاند بنائے اور آرام وسکون حاصل کرنے کے لئے رات بنایا؛ تاکہ وہ اپنے گھر اور مکان میں راحت وآرام حاصل کر سکے، یہ گھر اور مکان اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے، جس کی قدر کرنی چاہیے اور شکران نعمت کے طور پر اپنے خالق کی وحدانیت وعظمت کے اعتراف میں خالص اسی کی ہی بندگی اختیار کرنی چاہئے، اس لئے کہ جو لوگ گھر کی نعمت سے محروم ہیں اس کی زندگی اضطراری کیفیت میں گذرتی ہے، اللہ نے ان کے لئے حکم دیا کہ صبر وتحمل سے میری بندگی میں لگے رہو ہم تمہارے لئے بھی راہ کو آسان کردیں گے اور یقین مانئے جنہوں نے اللہ پر اعتماد کر کے جدو جہد کی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آسانیاں فراہم کیں، البتہ جنہیں اس وقت رہنے سہنے کے لئے مکان عطا کیا وہ اس کی قدر کریں اور اللہ کی بندگی، اطاعت وفرمانبرداری میں لگے رہیں کہ یہی عبودیت کا تقاضا ہے کہ اس نے گھر جیسی نعمت عطا کی، جہاں تم سکون وراحت حاصل کرتے ہو، اس لمحہ کو ذہن میں تازہ کیجئے کہ جب بندہ دن بھر کی مصروفیات اور ذہنی اضطراب کے بعد قلبی سکون کے لئے راحت کا متمنی ہوتا ہے تو پھر وہ گھر لوٹتا ہے اور اپنے مکان میں فراخی کے ساتھ جسم اور قلب کو سکون پہونچتا ہے، مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ انسان کے مکان کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ اس میں سکون ملے، آج کی دنیا میں تعمیرات کا سلسلہ عروج پر ہے اور ان میں ظاہری ٹیپ ٹاپ پر بے حد خرچ بھی کیا جاتا ہے؛ لیکن ان میں ایسے مکانات کم ہیں جن میں قلب اور جسم کو سکون حاصل ہو، بعض وقت مصنوعی تکلفات خود ہی آرام وسکون کو برباد کردیتے ہیں اور وہ بھی نہ ہوں تو گھر میں جن لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے وہ اس سکون کو ختم کردیتے ہیں، ایسے عالی مکان سے وہ جھگی جھونپڑی اچھی ہے جس کے رہنے والے قلب وجسم کے اعتبار سے سکون محسوس کررہے ہوں، آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا بھی ذکر فرمایا کہ انسان کو چوپایوں کے چمڑے سے بنے ہوئے گھر دیئے جنہیں وہ سفر وحضر میں اٹھائے پھرتے ہیں، ان چوپایوں کے بالوں اور اون سے بنے ہوئے سامان، بستر اور کمبل وغیرہ دیئے جن سے لوگ ایک مدت تک استفادہ کرتے رہتے ہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی نشانی ہے، بندوں کو اس پر غور کر کے اللہ کی الوہیت کا اعتراف کر کے صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔

### تین دعائیں رد نہیں ہوتیں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں، جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں، ایک مظلوم کی دعاء، دوسرے مسافر کی دعاء اور تیسرے باپ کی جو اپنی اولاد کے لئے دعاء کرے۔ (قرطبی)

**وضاحت**: جب کوئی پریشان حال انسان دنیا کے تمام سہاروں سے مایوس ہوکر دفع ظلم کے لئے صرف اللہ کو پکارتا ہے اور اپنی تمام تر توجہ اسی کی طرف کرتا ہے اور دعاء ومناجات سے اپنی بندگی وعبودیت کا اظہار کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس کے جائز مقاصد اور ضرورتوں کو پوری فرماتے ہیں، اس لئے کہ دعا بھی عبادت ہے، ہاں! اگر کسی وجہ سے دعا کے قبول ہونے میں تاخیر ہو جائے تو بندہ کو مایوس نہیں ہونا چاہئے، بعض اوقات دعاء قبول تو ہو جاتی ہے مگر کسی مصلحت اور حکمت سے اس کا اظہار دیر سے ہوتا ہے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم نے آداب دعا کی رعایت نہیں کی، اس لئے اس وقت میں ہم کو اپنی کمی وکوتاہی پر نگاہ ڈالنی چاہئے اور اپنی دعا میں اخلاص وللّٰہیت کی کیفیت پیدا کرنی چاہئے، ایک شخص نے حضرت ابراہیم بن ادھم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ سے مانگو میں قبول کروں گا، ہم بہت دعائیں کرتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتیں، حضرت ابراہیم بن ادھم نے جواب دیا کہ تمہارا دل دس چیزوں کی وجہ سے مردہ ہو چکا ہے پھر دعا کیسے قبول ہو؟ (۱) خدا کی ذات وصفات پر ایمان لانے کے باوجود تم اس کے حکموں کو توڑتے ہو (۲) خدا کی کتاب پڑھتے ہو اور اس کو پس پشت ڈال دیتے ہو (۴) محبت رسول کا دعویٰ کرتے ہو؛ لیکن آپ کی سنتوں پر عمل نہیں کرتے (۵) جنت کے آرزو مند اور طالب تو ہو؛ لیکن اس کے لئے عمل نہیں کرتے (٦) دوزخ کا خوف ظاہر کرتے ہو مگر گناہوں سے نہیں بچتے (۷) تم جانتے ہو کہ موت یقینی ہے مگر اس کے لئے تیاری نہیں کرتے ہو (۸) دن رات غیروں کی عیب جوئی میں لگے رہتے ہو؛ لیکن اپنے عیوب پر نظر نہیں جاتی (۹) خدا کا دیا ہوا رزق کھاتے ہو؛ لیکن اس کا شکر ادا نہیں کرتے ہو (۱۰) تم اپنے مردوں کو قبر میں اتارتے ہو مگر اس سے ذرا بھی عبرت حاصل نہیں کرتے ہو (المھنیات بحوالہ چراغ راہ)

اگر ہماری زندگی سنت وشریعت کے مطابق گزرنے لگے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں، ان پر اپنا خاص فضل وکرم فرماتے ہیں، اور وہ اللہ سے جو کچھ طلب کرتے ہیں اللہ انہیں عطا فرماتے ہیں، اس لئے ہمیں اپنے اعمال وافعال کا بھی محاسبہ کرنا ہے اور اللہ کو راضی کرنے کی جدو جہد کرنی ہے، فرائض ونوافل کا اہتمام، توبہ واستغفار کی کثرت کرنی ہے، تاکہ ابر رحمت کے جھونکوں سے بہرور ہو سکیں، حالات بدل سکیں، موجودہ ملکی حالات میں استغفر اللہ ایک سو مرتبہ اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پانچ سو مرتبہ روزانہ ورد کریں اور تبدیلی احوال کے لئے اللہ سے دعا کریں، اللہ ہماری دعاؤں کو ضرور قبول فرمائیں گے۔

## دینی مسائل

(از: مفتی محمد احتکام الحق قاسمی)

### حج کی فرضیت، فضیلت اور اہمیت:

حج کی فرضیت کب ہوئی؟ یہ کس پر فرض ہے؟، اس کی فضیلت واہمیت کیا ہے؟، کیا حج کی ادائیگی میں تاخیر مناسب ہے؟

الجواب ـــــــــــــــ وباللہ التوفیق

حج اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور اس کی فرضیت ۹ھ میں ہوئی۔ "فرض سنة تسع" (الدر الختار علی صدر رد المحتار ۳/ ٤٥٠) ہر ایسے عاقل وبالغ مسلمان مرد وعورت پر زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے، جو بیت اللہ تک آمدورفت کی استطاعت رکھتا ہو۔ "و للّٰه علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً" (آل عمران: ۹۷) یعنی اس کے پاس ضروریات اصلیہ سے فارغ اتنا مال ہو، جس سے وہ بیت اللہ تک آنے جانے اور وہاں کے قیام کا خرچ برداشت کر سکے اور اپنی واپسی تک ان اہل وعیال کا بھی انتظام کر سکے، جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے، نیز ہاتھ پاؤں اور آنکھوں سے معذور نہ ہو، عورت ہو تو اس کے ساتھ کوئی محرم بھی ہو اور راستہ مامون ہو (الدر المختار علی صدر رد المحتار کتاب الحج ٤/ ٤٥٠ ـ ٤٦٢)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "یا ایها الناس قد فرض اللّٰه علیکم الحج فحجوا، فقال رجل أ کل عام یا رسول اللّٰه؟ فسکت حتی قالها ثلاثاً فقال رسول اللّٰه صلی الله علیه و سلم لو قلت نعم لوجبت و لما استطعتم" (صحیح مسلم ۱/ ٤٣٢) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے، لہٰذا تم حج کرو! (یہ سن کر) ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم ہر سال حج کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، یہاں تک کہ اس شخص نے تین مرتبہ یہی بات کہی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یقیناً حج ہر سال کے لیے فرض ہو جاتا اور تم ہر سال حج کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے تھے۔ حج کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من حج للّٰه فلم یرفث و لم یفسق رجع کیوم ولدته امه" (صحیح البخاری ۱/ ۲۰٦) جو شخص محض اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے حج کرے اور دوران حج اپنی بیوی سے صحبت نہ کرے اور نہ فسق یعنی گناہ کے کاموں میں مبتلا ہو تو وہ حج کے بعد گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو کر واپس آتا ہے، جیسا کہ اس دن تھا، جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، ہجرت سابقہ خطاؤں کو ختم کر دیتی ہے اور حج پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (صحیح مسلم ۱/ ۷٦، باب کون الاسلام یهدم ما قبله و کذا الحج و العمرة)

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج مبرور کا بدلہ جنت ہے۔ "الحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة" (صحیح البخاری ۱/ ۲۳۸ ابواب العمرة)

حج کی اہمیت کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک سے لگایا جا سکتا ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص حج کرنے کی استطاعت وقدرت رکھتا ہو اور پھر بھی وہ حج نہ کرے تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مر جانے (اور بے حج مر جانے) میں کوئی فرق نہیں ہے۔

"من ملك زاداً و راحلةً تبلغه الی بیت اللّٰه و لم یحج فلا علیه أن یموت یهودیاً او نصرانیاً و ذلك ان اللّٰه تبارك و تعالیٰ یقول و للّٰه علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً (ترمذی ۱/ ۸٦۷)"

قدرت کے باوجود حج نہ کرنے والے کے سلسلہ میں حدیث پاک میں قرآن کریم کی اس آیت کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، جس میں اللہ رب العزت نے فرضیت حج کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: "و من کفر فان اللّٰه غنی عن العالمین۔" (آل عمران: ۹۷) یعنی جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے تمام جہاں والوں سے، حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ "اس میں وہ شخص تو داخل ہے ہی جو صراحۃً فریضہ حج کا منکر ہو، حج کو فرض نہ سمجھے، اس کا دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہونا تو ظاہر ہے، اس لیے ومن کفر کا لفظ اس پر صراحۃً صادق ہے، اور جو شخص عقیدہ کے طور پر فرض سمجھتا ہے، لیکن باوجود استطاعت وقدرت کے حج نہیں کرتا وہ بھی ایک حیثیت سے منکر ہی ہے، اس پر "و من کفر" کا اطلاق تہدید اور تاکید کے لیے ہے کہ یہ شخص کافروں جیسے عمل میں مبتلا ہے، جیسے کافر ومنکر حج نہیں کرتے یہ بھی ایسا ہی ہے، اسی لیے فقہاء رحمھم اللہ نے فرمایا کہ آیت کے اس جملہ میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے جو باوجود قدرت واستطاعت کے حج نہیں کرتے کہ وہ اپنے اس عمل سے کافروں کی طرح ہو گئے۔ (معارف القرآن ۲/ ۱۲۲) اس لیے ذمہ میں حج فرض ہو جانے کے بعد اس اہم اور مقدس فریضہ کی ادائیگی میں کسی طرح کی کاہلی وکوتاہی اور اس کو دوسرے کسی کام مثلاً شادی بیاہ، گھر کی تعمیر یا ملازمت سے سبکدوشی پر موخر کرنا مناسب نہیں ہے، کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ موقع جو ابھی ملا ہے، پھر کبھی نہ ملیا ور اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت سے محروم ہو جاتے، چنانچہ حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من اراد الحج فلیعجل (سنن ابی داؤد ۱/ ٢٤٢) جو شخص حج کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ جلدی کرے۔

### عورت کے لیے سفر حج میں محرم کا ہونا:

عورت کے لیے چونکہ بغیر محرم سفر کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اس لیے وہ حج پر قادر اس وقت سمجھی جائے گی جبکہ اس کے ساتھ کوئی محرم حج کرنے والا ہو، خواہ محرم اپنے خرچ سے حج کر رہا ہو یا عورت کے خرچ سے، جب تک کوئی محرم ساتھ نہ ہو وہ حج کے سفر پر نہیں جا سکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "لا یحل لامراۃ تومن بالله و الیوم الآخران تسافر سفرا یکون ثلاثة ایام فصاعدا لا و معها ابوها او ابنها او زوجها او اخوها او ذو محرم منها۔ (الصحیح لمسلم ۱/ ٤٣٤ باب سفر المرأة مع محرم الی حج و غیره)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

# نقیب

ہفتہ وار پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 51 مورخہ ۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸/ دسمبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

## نیپال میں سیاسی طوفان

نیپال کے وزیر اعظم کے پی شرما اولی نے پارلیامنٹ تحلیل کر کے نئے انتخاب کے فیصلے سے نیپال ہی نہیں، ہندوستان کو بھی حیرت میں ڈال دیا ہے، حکمراں پارٹی کے اندر اختلافات کی خبریں عام تھیں؛ لیکن وزیر اعظم اس حد تک چلے جائیں گے اس کا اندازہ کسی کو نہیں تھا، ادھر وزیر اعظم اولی نے وزارت سے یہ تجویز پاس کرا کر صدر ودیا دیوی بھنڈاری کی خدمت میں پیش کیا اور انہوں نے نیپال کے دستور کی دفعہ ۷۶ کے شق ایک اور سات اور دفعہ ۸۵ کے مطابق ان کی تجویز تسلیم کر کے ایوان کی تحلیل اور مارچ/اپریل میں نئے انتخابات کرانے کا اعلان کر دیا ہے، یہ انتخابات اگلے سال ۳۰/اپریل اور ۱۰/مئی کو کرائے جائیں گے، اولی نے اس غیر معمولی قدم پر صفائی پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی ہی پارٹی کے کچھ لوگ حکومت کے کاموں میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے تھے، جس سے ملک کی ترقی اور حکومت کے کام کاج میں دشواری پیش آ رہی تھی، اس لیے اس کے علاوہ میرے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں رہ گیا تھا کہ میں دوبارہ عوام کے پاس جاؤں اور ان کی حمایت سے جیت کر دوبارہ حکومت بناؤں۔

جیسا کہ معلوم ہے کہ نیپال کمیونسٹ پارٹی (این ایس پی) کے سینئر لیڈران پشپ کمل داہال پر چنڈ مادھو کمار نیپال جھال ناتھ کھنال اور ان کے ہم نوا اولی کی سخت مخالفت کر رہے تھے۔ ۲۰۱۷ء میں ان کی پارٹی کی جیت ہوئی تھی اور انہوں نے نیپال کمیونسٹ پارٹی (ماؤوادی) کی حمایت سے دو تہائی اکثریت کے ساتھ وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالا تھا۔

اُولی کے عہد حکومت میں نیپال اور ہندوستان کے تعلقات سرد مہری کا شکار رہے، بلکہ ہندوستان کے بعض علاقوں پر نیپال نے اپنا دعویٰ ٹھونکا تھا، جس سے دوریاں بڑھ گئی تھیں، حال میں سیاسی گفت وشنید کے ذریعہ یہ مسئلہ ٹھنڈا پڑا تھا اور توقع کی جارہی تھی کہ ہندو نیپال تعلقات میں مزید بہتری آئے گی؛ لیکن وزیر اعظم نیپال کے اس قدم نے ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

کے پی شرما اولی کی پارٹی نے ان کے خلاف کارروائی کے فیصلے کے لیے میٹنگ بلائی ہے، اُولی نے یہ کہہ کر اسے رد کر دیا ہے کہ میں پارٹی کا اول صدر ہوں کسی دوسرے کے ذریعہ بلائی جانے والی میٹنگ غیر قانونی ہوگی اور اس کے ذریعہ میرے خلاف کوئی کارروائی قابل قبول نہیں ہوگی، جب کہ پارٹی کے سینئر لیڈران اُولی کے اس قدم کو غیر جمہوری، غیر آئینی اور ان کی ذاتی رائے قرار دے کر ان کے خلاف کارروائی کے لیے مصر ہیں۔

نیپال کی عوام بھی دو خیموں میں بٹ گئی ہے اور ہندوستان کی سرحد سے متصل اضلاع ویر گنج، روتہٹ اور وراٹ نگر میں بڑے پیمانے پر احتجاج اور مظاہرے جاری ہیں، مستقبل قریب میں اس میں تیزی آنے کا امکان ہے، اس طرح نیپال کا سیاسی طوفان وہاں کی سیاست کو تو متاثر کرے گا ہی، اس کی وجہ سے ہندو نیپال تعلقات بھی متاثر ہو سکتے ہیں کیوں کہ ہندو نیپال کا رشتہ دو پڑوسی ملک کا ہی نہیں بیٹی روٹی کا بھی ہے۔

## کورونا کی نئی لہر

کورونا کی نئی لہر اور اس کے نئے جراثیم کے دریافت ہونے کی وجہ سے پوری دنیا پھر سے دہشت اور وحشت میں آگئی ہے، سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ یہ نیا جرثومہ پہلے کی بہ نسبت ستر گنا تیزی سے پھیلنے کی صلاحیت رکھتا ہے، یہ وائرس برطانیہ میں دریافت ہوا ہے، اس لیے برطانیہ دنیا کے بہت سارے ملکوں سے کٹ کر رہ گیا ہے اور آمد و رفت کے وسائل پر پابندی لگا دی گئی ہے، جن ملکوں نے اپنی پروازیں برطانیہ کے لیے بند کر دی ہیں، ان میں فرانس، جرمنی، اٹلی، بلجیم، ڈنمارک، بلغاریہ، آئرش ری پبلک، ترکی، کناڈا، ہانگ کانگ، ایران، کروشیا، ارجنٹائینا، چیلی، مراکش اور کویت کے نام شامل ہیں، ہندوستان نے بھی ۳۱/دسمبر تک برطانیہ کی پروازوں پر روک لگا دی ہے، دہشت اس قدر ہے کہ اسرائیل نے برطانیہ سے آنے والے اپنے شہریوں کو بھی ائر پورٹ سے باہر نکلنے سے روک دیا ہے اور انہیں ہوٹل میں دس دن کے لیے کورنٹائن کر دیا ہے، سعودی عرب، کویت، عمان نے تو بری، بحری اور فضائی تینوں سرحدوں کو بند کر دیا ہے، کارگو سروس پر بھی روک لگا دی گئی ہے۔

اس نئے جرثومے کی دریافت کے بعد شیر بازار میں بھی سناٹا پسرا ہوا ہے، معاشی حالات کو سدھارنے کی ہندوستانی مہم کو اس سے سخت دھکا لگا ہے، سینکس اور نفٹی میں بھاری گراوٹ درج کی گئی ہے، اس گراوٹ کی وجہ سے حصص بازار میں سرمایہ کاروں کے ۵۹-۶ لاکھ کروڑ روپے ڈوب گئے، ڈالر کے مقابلے ہندوستانی کرنسی کی قیمت ۲۳ پیسے گر گئی، جو گذشتہ دو ہفتوں کے درمیان سب سے بڑی گراوٹ ہے، حصص بازار کے ماہرین کا کہنا ہے کہ خریداروں نے گذشتہ بارہ دن میں جو کچھ حاصل کیا تھا، اس ایک خبر کی وجہ سے ایک دن میں سارا گنوا دیا۔

کورونا کی اس نئی لہر نے دنیا میں تیار کیے جانے والے ویکسین پر بھی سوالیہ نشان کھڑا کر دیا ہے، ایک ایسے وقت میں جب دنیا کے کتنے ہی ملک ویکسین تیار کر لینے کا دعویٰ کر رہے تھے، جن میں برطانیہ بھی شامل تھا، یہ ویکسین پروٹین کے ذریعہ تیار کیے جا رہے تھے، حالاں کہ کورونا کا نیا وائرس اس کے اوپر پائے جانے والے اسپائک پروٹین میں میوٹیشن (تیزی سے ہیئت بدلنے) کی وجہ سے سامنے آیا ہے، اسپائک پروٹین وائرس کے اوپر پروٹین کے ابھرے ہوئے حصے کی مدد سے انسانوں کے جسم میں چپکتا ہے اور تیزی سے افزائش کا سبب بنتا ہے، ایسے میں ویکسین بنانے کے ایسے فارمولوں پر غور کرنا ہوگا، جس کی وجہ سے اسپائک پروٹین کے چپکنے کا خطرہ باقی نہ رہے، فائیزر ماڈرنا اور آکسفورڈ یونیورسٹی ایسے فارمولوں پر ویکسین تیار کرنے میں لگی ہے، ہندوستان بھی روس کی مدد سے ایسے ویکسین کی تیاری میں لگا ہوا ہے۔

ہندوستان میں بھی اس نئے جراثیم کے خوف سے دہشت ہے، اور اعلیٰ سطح پر احتیاطی تدابیر اور نئے گائڈ لائن پر پھر سے غور کیا جا رہا ہے، ہمارا تو یقین ہے کہ ''پیش آنی ہے وہی جو پیشانی میں ہے'' موت کا ایک دن مقرر ہے، ابھی سے راتوں کی نیند برباد کرنا عقل مندی نہیں، البتہ احتیاط عقل مندی ہے اور اللہ سے عافیت کی طلب مؤمن کا اصل ہتھیار ہے۔

## موت کے سوداگر

اتر پردیش کے ہاتھرس میں ایک نقلی مسالہ تیار کرنے والی کمپنی کا معاملہ سامنے آیا ہے، یہ کمپنی گدھے کی لید، بھوسا وغیرہ سے مسالہ تیار کر کے مارکیٹ میں سپلائی کیا کرتی تھی، چھاپہ ماری کے دوران تین سو کلو مسالے ضبط کیے گئے، دھنیا پاؤڈر، لال مرچ پاؤڈر ہلدی اور مخلوط مسالہ کے نمونے جانچ کے لیے بھیجے گئے ہیں، جن کی رپورٹ ابھی آنا باقی ہے، اس قسم کے مسالے کھا کر کتنوں نے جان سے ہاتھ دھویا ہوگا کہنا مشکل ہے۔

ہندوستان کی غذائی سامان تحفظ سے متعلق کمیٹی اف، اس، اس اے آئی کی ۱۹-۲۰۱۸ کی سالانہ رپورٹ کے مطابق ۲۸/فی صد غذائی اشیاء میں ملاوٹ پائی گئی ہے، رپورٹ کے مطابق اس کام کے لیے تشکیل کردہ بورڈ ان اے بی ای کے ذریعہ ایک لاکھ چھ ہزار چار سو انسٹھ نمونوں کی جانچ کی گئی، جس میں ملاوٹ کا یہ تناسب سامنے آیا ہے۔

موت کے یہ سوداگر دودھ، چائے، کافی، شہد اور سبزیوں کو ملاوٹ، انجکش اور رنگوں کے ذریعہ مسموم کرنے کا کام کرتے ہیں، دودھ کے نام پر یہ عام طور پر پانی، چاک، یوریا، سوڈا ملا کر نہ صرف دودھ کی افادیت کو ختم کرتے ہیں، بلکہ انسان کی صحت کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہیں، ایسے سوداگر ہر صوبے میں پائے جاتے ہیں، البتہ رپورٹ کے مطابق موت کے یہ سوداگر اتر پردیش اور جھارکھنڈ میں زیادہ ہیں۔

غذائی سامانوں کو ملاوٹ سے پاک رکھنے کے لیے ۲۰۰۶ء میں قانون بنایا گیا تھا، لیکن یہ قانون دوسرے قوانین کی طرح کاغذی بن کر رہ گیا ہے، موت کے سوداگر اپنا اثر ورسوخ اس قدر بڑھا چکے ہیں اور انہیں قانون کی زد سے بچنے کے اتنے طریقے آتے ہیں کہ قانون کا پھندہ ان کی گردن تک نہیں پہونچ پاتا اور وہ صاف بچ جاتے ہیں، ضرورت قانون کو سختی سے نافذ کرنے کی ہے تاکہ اگر ان کے اندر کی انسانیت بالکل مر چکی ہو تو کم از کم قانون کے ڈنڈے انہیں اس قسم کی سوداگری سے باز رکھ سکیں۔

## موسم کا قہر

درجہ حرارت میں غیر معمولی گراوٹ کی وجہ سے پورا ہندوستان اس وقت سرد لہر کی چپیٹ میں ہے، کاروبار زندگی درہم برہم ہو کر رہ گئی ہے، گذشتہ سات سالوں میں اتنی ٹھنڈک نہیں پڑی تھی، شام ڈھلتے ہی سڑکوں پر سناٹا پسر جاتا ہے اور صبح سویرے کوہاسے اور کہرے کی دبیز تہہ کی وجہ سے آمد و رفت مشکل ہو گیا ہے، ہاتھ کو ہاتھ نہیں دیکھتا اور کنکنی والی ٹھنڈ اس پر مستزاد۔ غریبوں اور بے سہاروں پر یہ قہر کی طرح نازل ہوا ہے، کیوں کہ ان کے پاس سردی سے بچنے کے لیے ضروری کپڑے تک نہیں ہیں، بڑی تعداد میں ٹھنڈ سے لوگوں کے مرنے کی خبر بھی آ رہی ہے، ظاہر ہے موسم کے اس قہر کو روکنا کسی کے بس میں نہیں ہے، لیکن وہ لوگ جنہیں اللہ رب العزت نے مال و دولت سے نوازا ہے اور معاشی کساد بازاری کے اس دور میں بھی ان کے پاس غریبوں کو گرم کپڑے وغیرہ فراہم کرنے کی وسعت دی ہے تو انہیں اس کام کے لیے بڑھ چڑھ کر آگے آنا چاہیے اور غریبوں کی خبر گیری کرنی چاہیے، اپنے ارد گرد اور پاس پڑوس میں دیکھیں کئی ایسے لوگ مل جائیں گے، جن کو آپ کے تعاون کی ضرورت ہے، حکومتی سطح پر جگہ جگہ الاؤ جلا کر رین بسیرا کے نظام کو ٹھیک اور بڑی تعداد میں کمبل تقسیم کر کے بھی غریبوں کی اس مصیبت کو کم کیا جا سکتا ہے۔

امارت شرعیہ بھی اس کام کو کر رہی ہے، اگر آپ کے لیے انفرادی طور پر یہ کام ممکن نہ ہو تو امارت شرعیہ کے واسطے سے بھی اس کام کو کر سکتے ہیں، ہر علاقہ کی مقامی آبادی اگر اس کام کے لیے تیار ہو جائے تو یہ کام بہت آسانی سے ہو سکتا ہے، ہمیں اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے مال میں سائل اور محروموں کا بھی حصہ ہے اور زکوٰۃ کے علاوہ صدقات نافلہ کا ثواب بھی کم نہیں ہے، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں میں اچھا وہ ہے جو لوگوں کے لیے نفع بخش ہو اور اس وقت غریبوں کی ضرورتوں کو پوری کرنے میں تعاون کا ہاتھ بڑھانا نفع بخشی کی ہی ایک شکل ہے۔

## عدالت کا موقف

شادی کی غرض سے تبدیلی مذہب کو الہ آباد ہائی کورٹ نے غیر قانونی قرار دیا تھا، یہ سنگل بینچ کا فیصلہ تھا، بعد میں ۲۳/ستمبر ۲۰۲۰ء کو ڈوزنل بینچ نے اسے رد کر دیا تھا اور بات ختم ہو گئی تھی، اب بعض لوگوں نے ایک دوسرا معاملہ سبھی مذاہب میں طلاق، نفقہ وغیرہ کی یکسانیت کے لیے اٹھایا ہے، انہیں میں سے ایک صاحب اشونی اپادھیائے ہیں، جنہوں نے آرٹیکل ۱۴، ۱۵ کے ذریعہ حاصل پرسنل لا پر عمل کی قانونی حیثیت کو یہ کہہ کر چیلنج کیا تھا کہ یہ بھید بھاؤ سے پُر ہے، اس عرضی پر سماعت کرتے ہوئے چیف جسٹس اس اے بوبڈے، جسٹس اے ایس بوپاترا اور وی رام سبرامنیم نے واضح کر دیا کہ عدالت پرسنل لا پر قبضہ نہیں کر سکتی ہے، یہ ایک اچھا ریمارک ہے، ماضی میں عدالت کے کئی فیصلوں نے پرسنل لا کو مجروح کیا ہے اگر اب بھی یہ سلسلہ رک جاتا ہے اور عدالت اپنے اس موقف پر قائم رہتی ہے تو یہ بڑی بات ہوگی۔

# احمد پٹیل صاحب بھی چل بسے

## امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب

جناب احمد پٹیل صاحب کرونا کی زد میں آ گئے، ایک مہینہ ہاسپٹل میں علاج ہوتا رہا مگر تقدیر نے تدبیر کو شکست دی، اور وہ ۲۵؍نومبر کو شب کے کوئی ساڑھے تین بجے اللہ کے حضور حاضر ہو گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

پچھلے سترہ اٹھارہ برسوں سے میری ان سے واقفیت تھی، میں نے انہیں بہت ذہین، بڑا بیدار مغز اور ہمیشہ چوکنّا پایا، کانگریس پارٹی تو ایک سمندر ہے، اس سمندر میں احمد پٹیل جیسا موتی نہ ملے گا، وہ پارٹی میں بڑی بلندیوں پر تھے، مگر ایثار وقربانی کا پیکر، سادگی اور برداشت کا نمونہ، ہمدردی اور فکرمندی کی تصویر تھے، عہدہ کیلئے للک ان کے دل میں نہ تھی، کبھی انہوں نے سرکار میں کوئی عہدہ نہیں چاہا، عہدے ان کے قدموں میں آتے رہے، مگر وہ پارٹی کیلئے جاں نثار اور گاندھی خاندان کے وفادار رہے، اور پوری قناعت اور بے لوث مزاج کے ساتھ پارٹی کی زلف پریشاں کو سجاتے سنوارتے رہے۔

میں نے تو انہیں نصف النہار پر دیکھا تھا، اختیار، اقتدار کا بڑا حصہ ان کے ہاتھ میں تھا، مرکزی وزارت ان کی ''ہاں'' کے بغیر نہیں ملا کرتی تھی، اور وزارت کے لئے ان کی رائے اپنی وفاداری کی بنیاد پر نہیں ہوا کرتی، بلکہ پارٹی اور گاندھی خاندان سے وفاداری کی بنیاد پر ہوتی تھی، وہ بہت آسانی سے وزیر ہو سکتے تھے، مگر پیشکش کے باوجود انہوں نے وزارت سے ہمیشہ انکار کیا اور پارٹی کو مضبوط کرنے میں لگے رہے، وہ پارٹی کیلئے ''سنکٹ موچک'' تھے، ہر گتھی کو سلجھانے میں ماہر، مختلف سیاسی پارٹیوں میں ان کے قدرداں بلکہ احسان مند موجود تھے جن کے ذریعہ وہ کانگریس کی مشکل آسان کرنے میں مدد لیتے تھے، وزیراعظم نریندر مودی بھی گجراتی دور میں ان کے زیر بار احسان رہے ہیں۔

ان کی بہت بڑی خصوصیت ان کی سادگی تھی، اس سادگی میں تکلف کا دخل نہیں تھا، وہ فطرتاً سادہ مزاج تھے، کھانے پینے میں بھی سادہ، رہنے سہنے میں بھی سادہ، ان کا دفتری کمرہ اور ڈرائینگ روم بھی بہت چھوٹا سا تھا، اسی میں وہ ملتے، مخلصانہ ملتے، اور دھیان سے باتیں سنتے، جو بھی ملتا مطمئن ہو جاتا، یہ بھی ان کا بڑا امتیاز تھا کہ علماء کی دل سے قدر کرتے تھے اور ان کے دل میں جسکی جو حیثیت ہوتی اسی کے مطابق معاملہ کرتے، ان سے میری بہت سی ملاقاتیں ہوتی رہیں، کبھی ایسا نہیں ہوا جس سے مجھے محسوس ہو کہ وہ جلدی میں ہیں، باتیں سنتے، ساتھ ہی اصرار کے ساتھ چائے پلاتے، پھر وہ رخصت کرنے کار تک آتے، میں ہر بار کہتا کہ ''بس آپ یہیں ٹھہریں'' مگر وہ اپنی روایت نبھاتے رہے۔ مزاجاً دیندار تھے، ان کے کام کی نوعیت ایسی تھی کہ وہ کبھی کبھی متعین وقت پر نماز نہیں پڑھ پاتے تھے، میٹنگوں کا سلسلہ چلتا تو کوشش کے باوجود بعض دفعہ ظہر عصر اور مغرب کا وقت میٹنگوں کی نذر ہو جاتا، یہ ان کے منصب کی مجبوری تھی، اللہ معاف کرے، گھر آتے تو تمام نمازوں کی قضا کرتے، خاص طور پر بڑے اطمینان کے ساتھ فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے، اپنے وقت پر فجر پڑھتے، وظائف پورا کرتے پھر دیر تک قرآن مجید کی تلاوت کرتے، یہ ان کا فجر کے وقت کا معمول تھا، جس کی وہ سختی سے پابندی کرتے تھے، اور کبھی کبھی بڑے درد کے ساتھ اپنوں میں کہتے کہ بس فجر کا وقت میرا اپنا ہے اسی وقت دل سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔

رمضان المبارک میں گجرات سے حافظ بلاتے اور پابندی کے ساتھ تراویح کا اہتمام کیا کرتے تھے، چاہے رات کے آٹھ بجے موقع ملے یا گیارہ بجے! ان کے یہاں باقاعدہ تراویح کی جماعت ہوتی تھی جس کیلئے ان کی کوٹھی میں جگہ مخصوص تھی، اگر وہ تراویح کی جماعت میں ڈھیل دیتے، تو ۳۰ - ۲۵؍افراد تو روزانہ حاضر ہو جاتے، آنیوالوں کے دونوں ہاتھوں لڈو ہوتا، ایک تو تراویح با جماعت کا اور دوسرے جناب احمد پٹیل صاحب کے یہاں حاضری لگانے کا، مگر حاضری لگانے والوں سے انہوں نے تراویح کی جماعت کو دور رکھا اور چھوٹی سی جماعت پر قناعت کر لیا کرتے تھے، یہ بھی ان کی سادہ مزاجی تھی، اور دکھاوے سے دور رہنے کی عادت۔

ایک دفعہ میں بھی پھنس گیا، انہوں نے افطار کے وقت بلا لیا، وہیں نماز پڑھنے کی جگہ ہم لوگ بیٹھ گئے، ٦ - ٧؍افراد تھے، افطاری سے فراغت ہوئی نماز پڑھنے کا موقع ملا، اور چائے کے ساتھ بات چیت شروع ہوئی، ابھی گفتگو پوری نہ ہوئی تھی کہ کوئی فون آ گیا، انہوں نے معذرت چاہی اور کہا کہ میں ۲۰؍منٹ میں آ جاؤں گا اور چلے گئے، میں انتظار کرتا رہا، انہیں کوئی ڈیڑھ گھنٹے لگ گئے، آئے تو معذرت کی، ان کا چہرہ، ان کی نگاہ بول رہی تھی کہ وہ بھی معذرت میں شریک ہیں، پھر میں نے اپنی بات مکمل کی، جانا چاہا تو انہوں نے روک لیا اور کہا کہ آج ہمارے یہاں تراویح پڑھئے! سبھوں نے تراویح ساتھ پڑھی، چائے پی گئی پھر میں رخصت ہوا۔

ان جیسے تجربوں نے بتایا کہ ان میں دینداری کس درجہ کی تھی، ملی معاملات میں بھی انہیں حساس پایا، مگر وہ اس حد تک جاتے تھے جہاں ان پر فرقہ پرستی کا الزام نہ آ جائے، یا مسلم نوازی کا لیبل نہ لگ جائے، کئی دفعہ اس تجربہ سے گذرا تو میں نے ایسا ہی پایا—— ملی ضرورتیں تو سامنے رہا ہی کرتی ہیں ایک دفعہ ایسی چند بنیادی ضرورتوں کو جمع کیا، اور اسکی انجام دہی کی راہ سوچی، تو ذہن اس طرف گیا کہ مسز سونیا گاندھی سے بات کی جائے، وقت مل گیا اور میں نے آدھ گھنٹہ میں وہ ساری باتیں کہہ دیں، انہوں نے جناب احمد پٹیل صاحب کو فوراً بلایا اور کہا کہ دیکھئے! رحمانی صاحب کیا کہہ رہے ہیں! انہوں نے مختصر سا جواب دیا ''میں بات کر لیتا ہوں''۔

دو تین دنوں کے بعد جناب احمد پٹیل صاحب سے ملاقات کی، انہیں پوری بات بتائی اور میں نے جو تحریر سونیا جی کو دی تھی وہی ان کو تھما دی، بڑے اطمینان کے ساتھ انہوں نے وہ تحریر پڑھی، پھر میں نے ان سے کہا کہ یہ الگ الگ صفحات پر جو میری عرضداشت ہے، تین وزارتوں سے متعلق ہے، اس لئے تینوں وزارتوں کے وزراء کو کسی دن بلا لیجئے، میں انہیں عرضداشت دے دوں، ساتھ ہی ان سے میری بات ہو جائے، جس میں آپ بھی شریک رہیں ان لوگوں کو پوری بات سمجھا دیجائے، آپ کی موجودگی کا فائدہ اٹھاؤں اور کچھ وعدہ وعید بھی ہو جائے، انہوں نے منظوری دیدی، اور اگلے دن مجھے ملاقات کا وقت بھی بتا دیا، یہ عرضداشت جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب، پروفیسر حلیم خان صاحب، اندور اور میری ملی جلی کوششوں سے تیار ہوئی تھی، ہم لوگ متعین وقت پر جناب احمد پٹیل صاحب کے گھر پہونچ گئے، منٹوں میں سشیل کمار شندے، وزیر امور داخلہ، ایم ایم پلم راجو، وزیر تعلیم اور جناب کے رحمان خان صاحب وزیر اقلیتی امور تشریف لے آئے، ہم سب لوگ احمد پٹیل صاحب کے دفتر میں بیٹھے جو بڑا مختصر سا تھا، صحیح بات یہ ہے کہ وہاں بیٹھنے کیلئے بس کرسیوں کو گھسا دیا گیا، میرے علاوہ جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب (حیدرآباد) پروفیسر حلیم خان صاحب (اندور) اور مولانا محمد وقارالدین لطیفی صاحب (آفس سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) بھی شریک گفتگو تھے۔ سوا دو گھنٹے بات ہوئی ہوگی، تمام امور پر اچھی گفتگو ہوئی اور ہم لوگوں نے صراحت کے ساتھ ہر ایک پوائنٹ پر زور دیا اور جناب احمد پٹیل صاحب نے ہر ایک کی نہ صرف تائید کی بلکہ یہ بھی کہتے رہے کہ ''یہ ہونا چاہئے'' اور یہ ''ضروری ہے''، یا ''بڑی مناسب بات ہے''، وزارت داخلہ سے متعلق بہت وضاحت کے ساتھ یہ بات کہی گئی کہ حکومت بلا وجہ بغیر کسی شبہ کے نوجوانوں کو گرفتار کر لیتی ہے اور پندرہ سال اٹھارہ سال جیل میں گذارنے کے بعد عدالت سے ''بے داغ بری کر دیا جاتا ہے''، چاہے وہ کتنے ہی بے داغ بری ہوں، اس کے پندرہ یا اٹھارہ سال کون واپس کر سکتا ہے؟ اور اٹھارہ سال کی قید تنہائی کے بعد کون ہوگا، جو نئے سرے سے زندگی شروع کرنے کی ہمت کر سکے؟

ایک مرحلہ میں، میں نے وزیر داخلہ سے یہ بھی کہا کہ وزارت داخلہ نے بہت سارے بندوق بنانے والے کارخانوں کو بندوق سازی کی اجازت دی ہے، ان کارخانوں میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کا مالک مسلمان ہو، مسلمان بندوق، رائفل، ریوالور اور پسٹل کا لائسنس لینا چاہتے ہیں مگر ایس، پی اور کلکٹر تک پہونچتے پہونچتے بات ختم ہو جاتی ہے اور اجازت نہیں ملتی، اور بھی کئی چیزیں تھیں جو ان سے کہی گئیں، سشیل کمار شندے نے گفتگو کا رخ موڑنا چاہا اور کہا کہ برہمن حضرات کرنے نہیں دیتے ہیں وہ اڑنگا لگا دیا کرتے ہیں، میں نے کہا کہ لگام تو آپ کے ہاتھ میں ہے! ایک ٹریبونل بنا دیجئے جہاں اس طرح کی شکایتوں کا نپٹارہ ہو سکے اس پر وہ چپ ہو گئے۔

ایم. ایم پلم راجو صاحب بھی موجود تھے، جن سے ملاقات تو تھی، مگر مجھ سے مانوس نہیں تھے، ان سے بھی کئی اہم پوائنٹ پر بات ہوئی، میں نے انہیں بتایا کہ مدرسوں کے طلبا کیلئے ارجن سنگھ جی کے زمانہ میں ایک راہ نکالی گئی تھی، جسے پروفیسر حلیم خان صاحب اور میں نے ڈیزائن کیا تھا، جس کے تحت مدارس کے طلبا کو این، آئی، او، ایس (NIOS) کے ذریعہ براہ راست دسویں کلاس میں مفت امتحان دینے کی سہولت تھی، جو مدرسوں کے طلبا کے لئے اچھی اسکیم تھی، مگر ارجن سنگھ جی کے بعد افسروں نے پوری اسکیم کو ہضم کر لیا، راجو صاحب نے کچھ سمجھا اور بڑا حصہ بالکل نہیں سمجھا، ان سے یہ بھی کہا کہ۔ سی، بی، ایس، سی (CBSC) سے منظوری مسلمانوں کے قائم کئے ہوئے اداروں کو نہیں ملتی، تعلیم سے متعلق اور بھی کئی چیزیں ان کو بتائی گئیں، انہوں نے بعد میں پھر ملاقات کا مشورہ دیا۔

اقلیتی امور کے وزیر کے رحمان خان صاحب سے پرانی یاد اللہ تھی، مگر میں نے ضرورت محسوس کی کہ ان سے اسی مجلس میں بات کی جائے، ان سے ''مولانا آزاد ایجوکیشنل فاؤنڈیشن'' کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی بات کی گئی، تفصیلات بتا دی گئیں، اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا بجٹ کم از کم چار گنا کیا جائے، اسی فاؤنڈیشن کے تحت مائینوریٹی کنسنٹریٹیڈ ڈسٹرکٹ میں اقلیتوں کیلئے نوادوے ودیالیہ کے طرز پر پلس ٹو کے ادارے کھولے جائیں، دوسری اہم چیز وقف ایکٹ تھی، وقف کے سلسلہ میں دو کام کرنے کا ہے، ایک تو مضبوط وقف ایکٹ بنایا جائے، اور دوسرے ''وقف ایوکشن ایکٹ'' کو بھی پارلیمنٹ سے منظور کرایا جائے۔ جس کے نتیجہ میں وقف کی جائیدادوں کو خالی کرانا آسان ہو، انہوں نے دونوں ایکٹ بنانے کو وعدہ کیا۔ تینوں وزراء سے تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوئی، ہر ایک مرحلہ میں جناب احمد پٹیل صاحب کا رویہ بہت واضح رہا، انہوں نے نہ صرف تائید کی بلکہ بڑھ کر بھی کچھ باتیں کہیں، اور بعد میں اس کیلئے فکرمند بھی رہے، اور مجھ سے پوچھتے بھی رہے۔ ایک مرتبہ میں نے ان سے وزیر داخلہ کے مبہم رویہ کی شکایت کی تو انہوں نے سشیل کمار شنڈے صاحب کو اور مجھے ایک وقت میں بلایا اور ان موضوعات پر دوبارہ گفتگو ہوئی تو شنڈے صاحب نے کہا کہ میں نے ہدایتیں دیدی ہیں۔ حال کے دنوں میں کوئی گرفتاری ہوئی ہو تو بتائیے؟ اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ میں نے مختلف ذرائع استعمال کئے، کسی نئی گرفتاری کی مجھے اطلاع نہیں ملی۔

شنڈے صاحب سے دوسری ملاقات ہوئی تو میں نے ٹریبونل کی تجویز دہرائی، انہوں نے کہا کہ سارے معاملات ''سب جوڈس'' ہیں (یعنی عدالت جا چکے ہیں) تو میں نے پھر ٹریبونل بنانے پر اصرار کیا، اور مثالوں سے واضح کیا کہ ماضی میں بھی عدالت سے ہٹا کر معاملہ ٹریبونل میں لایا گیا ہے، اس پر جناب احمد پٹیل صاحب نے زبردست تائید کی اور سوال کیا کہ ایسا کرنے میں دشواری کیا ہے؟ تو میں نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ ''مسلمان تباہ و برباد ہوئے بغیر رہا ہو جائیگا یہی دشواری ہے''، سشیل کمار شنڈے توبہ کرنے لگے اور معذرتانہ کہا کہ ''ہم اور آپ ایک ہی کشتی کے سوار ہیں'' (وہ شیڈول کاسٹ سے تعلق رکھتے ہیں) باتیں تو بڑی صاف ستھری ہوئیں، مگر ٹریبونل کو نہ بننا تھا نہ بنا۔

جناب کے رحمان خان صاحب سے میرے تعلقات بہت اچھے تھے اور آج بھی اچھے ہیں، پھر بھی خان صاحب کو میری گزارش پر، میرے سامنے، جناب احمد پٹیل صاحب نے تین مرتبہ بلا کر کہا اور یہ بھی کہا کہ ''اس کام میں دیر کیوں ہو رہی ہے؟'' ایک تو یہ کام بالکل ''جن وِن'' ہے، دوسرے یہ کہ حضرت نے اس پر سونیا جی سے بات کر رکھی ہے —— بہرحال وقف ایکٹ بنا، اس میں ۸۰؍فیصدی چیزیں میری منشاء کے مطابق ہیں، مگر ''وقف ایوکشن ایکٹ'' پاس کرانے کی ہمت ہمارے خان صاحب نہ جٹا سکے، اسکی بھی طویل داستاں ہے، جو ہو سکتا ہے کسی کیلئے دلچسپ ہو مگر میرے لئے بہت تکلیف دہ ہے!۔

یہ چند مثالیں ہیں، جو احمد پٹیل صاحب کے مرحوم ہونے کے بعد یاد آ رہی ہیں، جن سے ان کی شخصیت سمجھ میں آتی ہے، ساتھ ہی ان کی ملی کاموں سے دلچسپی اور ان کاموں کیلئے فکرمندی کا انداز ہوتا ہے اور بھی کئی مواقع آئے، میں نے انہیں ذہانت اور احتیاط کے ساتھ جرأت اقدام سے بھرپور پایا—— ۱۷؍سالہ تعلقات تھے، باتوں اور یادوں کا سلسلہ ہے جو نہیں ٹوٹتا، آدمی گذر جاتا ہے اس کی نیکیاں یاد آتی ہیں اور اس کی یادیں یاد کرنے والوں کے دلوں کو برماتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے حسنات کو قبول فرمائے، سیئات سے درگذر کرے اس مخلص اور بے ریا انسان کے درجات بلند کرے، اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین یارب العالمین۔

# بچوں کے ایمان کی حفاظت کے لئے دینی مکاتب کا قیام

**مولانا مفتی عامر ظفر ایوبی**

بچوں کی تعلیم وتربیت کی اہمیت کسی پڑھے لکھے شخص سے پوشیدہ نہیں، تعلیم سے نیکی وبرائی کی تمیز، حق وباطل کی پہچان، سچ وجھوٹ کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور اچھی تربیت کے ذریعہ نیکی کرنے اور برائی سے دور رہنے کا جذبہ، حق پر عمل پیرا ہونے اور باطل کو ٹھکرانے کی ہمت، سچ بولنے اور جھوٹ سے پرہیز کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے، دینی تعلیم سے محروم بچوں میں اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی، حق وباطل کی پہچان سے محروم ہوتے ہیں، چنانچہ ان کے گمراہی کے راستہ پر چلنے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے اور اگر صحیح تربیت بھی نہ ہو تو پھر نیکی واچھائی کے راستہ پر چلنے کی کوئی گنجائش باقی ہی نہیں رہتی۔

اچھی تربیت کا انحصار دینی ماحول پر ہی ہے، اسی سے بچوں میں اخلاق حسنہ اور دینداری کی صفات پیدا ہوتی ہیں، اگر سچ بولنے، جھوٹ سے پرہیز کرنے اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا ماحول ہے تو بچے بھی سچے، پرہیزگار اور اسلامی تعلیمات کا پاس ولحاظ رکھنے والے ہوں گے ورنہ جس معاشرہ میں جھوٹ ایک فن ہو، سچ بولنے والے کو بیوقوف سمجھا جاتا ہو، جہاں بے حیائی اور بے پردگی کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو، ایسے معاشرہ میں یہ امید رکھنا کہ آپ بچے کی اچھی تربیت کر لیں گے اور ان کو اخلاق حسنہ سے آراستہ کر کے بری عادتوں سے ان کو بچالیں گے بہت بڑی خام خیالی ہے، جس کا انجام بچوں میں بددینی، بے غیرتی اور بداخلاقی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

گر نشیند فرشتۂ بادیو
وحشت آموز وخیانت وریو
از بداں جز بدی نیا موزی
نکند گرگ پوستیں دوزی

ترجمہ:۔اگر فرشتہ شیطان کے ساتھ اٹھے بیٹھے تو وحشت خیانت اور مکاری سیکھے گا بدوں سے بدی کے سوا تو کچھ نہیں سیکھے گا بھیڑیا کھال نہیں سیتا۔

آج دینی تعلیم وتربیت کا وافر انتظام نہ ہونے کی وجہ سے نوجوان نسلیں طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا ہیں، ان کے قلوب ایمان کی عظمت سے خالی ہیں، چنانچہ اس کی ناقدری عام ہوگئی ہے، نوجوان اور مسلم نسلیں اپنے نبی کی سیرت کو اختیار کرنے کے بجائے غیروں کے رہن سہن اور چال چلن کو اپنا فخر محسوس کرتی ہیں، اسلامی تہذیب کے مقابلے مغربی تہذیب ان کو پرکشش معلوم ہوتی ہے، بلکہ آج کے نوجوان اسلامی تہذیب وتمدن کو اختیار کرنے میں شرمندگی وذلت محسوس کرتے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ نسل نو دینی ماحول سے محروم ہے، جس کی وجہ سے اس کی دینی تربیت نہیں ہو پاتی، اکثر بچے ایسے انگلش میڈیم اسکولوں میں زیر تعلیم ہیں جہاں کا ماحول غیر اسلامی ہے، جہاں پر مغربی تہذیب پسندیدہ نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے، مادیت پرستی کا عام غلبہ ہے نظام تعلیم شریعت کے منافی، داخل درس کتب غیر اسلامی، ایسے ماحول کا پروردہ ایمان وعمل کی اہمیت کو کیا سمجھے؟ اس کے دل میں ایمانی غیرت وحمیت کیوں کر پیدا ہو؟ وہ بے حیائی، بے پردگی، فحاشی اور عریانیت کو غیر اخلاقی کیسے تصور کرے؟ جب کہ اس کو یہ باور کرادیا گیا ہو کہ جسم کی نمائش، ناچ گانا اور موسیقی ایک آرٹ ہے جس میں مہارت حاصل کرنا انسانی کمال اور باعث شرافت ہے۔

مسلمانوں کے زیرنگیں عصری تعلیمی اداروں میں سے بہت سی جگہوں پر عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم کا بھی نظم ہوتا ہے، بچے وہاں پر دین کی کچھ ضروری باتیں سیکھ تو لیتے ہیں لیکن دینی تربیت کے لئے ماحول سازگار نہ ہونے کی بنا پر ان میں ایمانی غیرت وحمیت پیدا نہیں ہو پاتی، وہ اباحت پسندی اور آزاد خیالی کی طرف مائل، مغربی تہذیب کے دلدادہ اور اس کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے اسلامی تہذیب پر اسے اپنے عمل سے ترجیح دیتے ہیں گو زبان سے اس کا اقرار نہ کریں۔

ادھر چند دہائیوں سے تیزی سے ایمان وعمل میں بگاڑ پیدا ہوا ہے، ہر وقت ایک نیا فتنہ برائی کی صورت میں پیش آتا ہے، امت کے افراد اس کا شکار ہورہے ہیں، دیندار طبقہ ان برائیوں سے پریشان ضرور ہے مگر ان برائیوں کے سیلاب کو جاننے اور ان کے سدباب کے لئے عملی اقدام کرنے میں بہت حد تک غفلت کا شکار ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ کفر وضلالت کے اس سیلاب کی روک تھام کے لئے کوئی کوشش نہیں رہی ہے مگر اسے روکنے کیلئے جس مضبوط باندھ کی ضرورت ہے اس کی تعمیر میں ہم ناکام ہیں، بالآخر روک تھام کے باوجود برائیوں کا طوفان مسلم معاشرہ تک پہنچ ہی گیا، اگر منصوبہ بند طریقہ سے اسے روکنے کی کوشش نہ کی گئی تو پورا معاشرہ تباہی وبربادی کے دلدل میں دھنس جائے گا، اس کی زد میں وہ گھر بھی آجائیں گے جو ابھی کسی حد تک اس سے محفوظ ہیں۔

اس کا علاج یہی ہے کہ اپنے گھر کے ماحول کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں اور اپنے بچوں کو مدارس کے اندر تعلیم دلوائیں تاکہ دونوں جگہوں پر ان کی تربیت ہوسکے، افسوس کا مقام ہے کہ صرف چار فیصد بچے دینی مدارس کا رخ کرتے ہیں چھیانوے فیصد بچوں میں سے زیادہ تر تعلیم ہی حاصل نہیں کرتے یا پھر عصری اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں جہاں ان کی دینی تربیت کا کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا، ان سب کو دینی تعلیم کے لئے مدارس میں لے آنا ناممکن امر ہے ایسی صورت میں دیندار طبقہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے جگہ جگہ مکتب قائم کریں، بچوں کے سرپرستوں کو اس میں تعلیم دلوانے کے لئے آمادہ کریں اسی سے ان کے ایمان کی حفاظت اور ان کے عقائد کو پختہ کیا جاسکتا ہے، یہی مکاتب ان میں ایمانی غیرت وحمیت پیدا کریں گے، انہیں کے ذریعہ ان کو اخلاق حسنہ سے سنوارا جاسکتا ہے، ان کے قلوب میں خدا کی معرفت، رسول کی محبت، دین شریعت کی عظمت، نیکی کے کاموں سے دلچسپی اور برائی کے کاموں سے نفرت پیدا کرنے میں مکاتب بہترین کردار ادا کرسکتے ہیں۔

> **”اگر مسلمانوں نے اپنی دینی تعلیم کو اپنے اندر برقرار نہ کیا تو موجودہ نظام تعلیم مسلمانوں کو علم وہدایت سے محروم کردے گا اور ہمارے ہاتھوں ہماری مسلم نسل مفقود ہوجائے گی، موجودہ نظام تعلیم خالص برہمنی اور مادیانہ ہے، اس کو پڑھ کر ان بچوں کا کیا ذہن بنے گا جو مستقبل کے رہبر بننے والے ہیں، رائے عامہ بہت بڑی طاقت ہے، ہمیں اس کے خلاف احتجاج کرنا ہے، ہندوستان میں اسلام کو باقی رکھنے کے لئے ابتدائی مکاتب اور پرائمری مکاتب کا جال بچھانا ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ صالح انسانوں سے رابطہ پیدا کرکے بزرگان دین کی مصاحبت سے فکری وذہنی تربیت حاصل کرنا ضروری ہے، اس تربیت کے اثرات فوری نہیں ہوتے، مثلاً جب زمین میں بیج ڈالا جاتا ہے تو ابتدائی مراحل میں اس کے کچھ اثرات نہیں ملتے؛ لیکن بعد میں وہی ایک تناور درخت کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔“**
>
> **(حضرت مولانا ابو الحسن علی ندویؒ)**

بچوں کا ذہن آئینہ کی طرح صاف وشفاف اور سادہ سلیٹ کی طرح خالی ہوتا ہے اس میں جو چیز نقش کردی جائے وہ مضبوط اور پائدار ہوگی، معلم اگر اس کے ذہن میں اسلامی عقائد، اخلاق حسنہ، ایمان ویقین کی نقاشی کرے تو ہمیشہ وہی صفات ان میں ظاہر ہوں گی، نیز جس طرح نرم ونازک پودوں کو جس طرف چاہے موڑ دیں؛ لیکن تناور درخت ہونے کے بعد آسانی سے ان کو نہیں موڑا جاسکتا، اسی طرح بچپن میں خیالات، فکر، عقائد اور طرز زندگی کو جس رخ پر چاہے بآسانی موڑا جاسکتا ہے جب وہ بڑے ہوجائیں اور عقل پختہ ہوجائے تو ان میں تبدیلی کرنا ایک مشکل امر ہے، اس لئے ابتدائی عمر میں بچوں کی صحیح تربیت کرنا والدین اور سرپرستوں کی اہم ذمہ داری ہے، چونکہ اکثر مسلم گھروں کا ماحول دینی تربیت کے لئے سازگار نہیں ہے، ایسی حالت میں مکتب کی اہمیت دوچند ہوجاتی ہے، وہاں پر ان کی ظاہری اور باطنی دونوں تربیت کا انتظام ہوتا ہے، بچوں کی ظاہری وضع قطع اور لباس پر بھی معلم کی نظر ہوتی ہے اور وہ ان کو اسلامی اخلاق سے سنوارنے کی کوشش کرتا ہے، مکاتب کی اسی افادیت کے پیش نظر علامہ اقبال جب یورپ سے لوٹ کر وطن واپس آئے تو ان کو کہنا پڑا کہ:

”ان مکتبوں اور مدرسوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو ابھی مدرسے میں پڑھنے دو، اگر یہ علماء اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں، اگر ہندستان کے مسلمان ان مدرسوں سے محروم ہوگئے تو بالکل اسی طرح جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت کے باوجود غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈر اور الحمراء اور باب الخواتین کے نشانات کے سوا اسلام کی تہذیب کے آثار کا کوئی نشان نہیں ملے گا“۔

اس لئے ہر گاؤں اور محلے میں جہاں مسلمان آباد ہیں وہاں مکاتب قائم کریں؛ تاکہ اس ملک میں اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل تابناک رہے اور اس کے ذریعہ برائیوں کے طوفان کو روکا جاسکے، مادہ پرستی کا غلبہ ہونے کی وجہ سے لوگ دینی تعلیم کی طرف توجہ کم ہی دیتے ہیں تاہم جب کسی علاقے میں مکتب کا قیام عمل میں آتا ہے تو بتدریج ماحول سازگار ہو جاتا ہے، پہلے چند لوگ اپنے بچوں کو مدرسے میں بھیجنے پر آمادہ ہوتے ہیں پھر دوسرے لوگوں کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ اس کی اہمیت پیدا کردیتا ہے اور وہ اپنے بچوں کو مکتب بھیجنے پر رضامند ہوجاتے ہیں۔

مکتب میں تعلیم کا سلسلہ نیا نہیں ہے، بلکہ عہد نبوی میں بھی یہ نظام موجود تھا اور اب تک وہی سلسلہ چلا آرہا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام جب فجر کی نماز سے فارغ ہوجاتے تو الگ الگ حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم اور فرائض وسنن کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ (علم دین اور مکاتب کی اہمیت)

یہ حلقہ بڑوں کیلئے لگتا تھا؛ لیکن بچوں کیلئے باضابطہ مکاتب کا انتظام سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا، انہوں نے حضرت عامر بن عبد اللہ خزاعی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کو برابر تعلیم دیں اور ان کا خرچ بیت المال سے پورا کیا جائے، حکم دیا کہ کند ذہن بچوں کیلئے تختی پر لکھیں اور ذہین بچوں کو زبانی تعلیم دیں، اس حکم کے مطابق حضرت عامر بن عبد اللہ خزاعی صبح سے شام تک مکتب میں بیٹھے رہتے، لوگوں نے حضرت عمر سے ان کڑی پابندی کے بارے میں بات کرکے تخفیف کرائی اور حضرت عمرؓ نے حضرت عامر بن عبداللہ کو حکم دیا کہ نماز فجر کے بعد ضحیٰ عالی (دس گیارہ) بجے تک اور ظہر کے بعد عصر تک تعلیم دیں باقی وقت میں آرام کریں (خیر القرون کی درسگاہیں)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے اثر سے صحابہ کرام دین اور علم دین کی حقیقت واہمیت سے اچھی طرح واقف تھے، اس لئے وہ اپنے بچوں کو دین وعلم دین سکھانے کی بہت فکر کیا کرتے تھے، جوں ہی ان کی عمر سیکھنے کی ہوتی فوراً ان کو علم دین سیکھنے میں لگادیتے اور ان کو ایسی چیزوں میں مشغول ہونے سے بچاتے تھے جن کی وجہ سے قرآن کی تلاوت اور ان کی تعلیم میں حرج واقع ہو۔

صحابہ کرام کو یہ فکر شریعت کے حکم کی وجہ سے تھی، اسی وجہ سے وہ اپنی آنے والی نسلوں کے ایمان کی حفاظت کرسکے، آج بھی ہر والدین اور سرپرستوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے ایمان کی حفاظت کے لئے ان کی صحیح تعلیم وتربیت کا انتظام کریں ورنہ کل قیامت کے دن ہر شخص سے اس کی اس ذمہ داری کے بارے میں سوال ہوگا۔

# کمسن سپہ سالار نے کفر کی کمر توڑ دی

**محمد اقبال**

اسلام نے حریت، اخوت اور مساوات کی جو درخشاں مثالیں قائم کی ہیں اور غلام و آقا، گورے اور کالے کو جس طرح ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا ہے، اس کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ تھا کہ ابتدائے اسلام ہی سے موالی یا آزاد کردہ غلام بلند سے بلند تر رتبوں پر فائز اور اعلیٰ سے اعلیٰ مناسب ... پر متمکن ہوئے، انہیں میں اُسامہؓ بن زید بھی ہیں، جنہیں عمر کے اٹھارویں سال ہی میں سپہ سالاری کا اہم عہدہ تفویض ہوُا، اُسامہ کے والد زید بن حارثہ عرب کے امراء میں سے تھے، ان کی والدہ سُعدیٰ اپنی قوم بنی مغن کے ہاں جا رہی تھیں کہ راستے میں ایک اور قبیلے کے سواروں نے حملہ کر دیا، اور زید کو گرفتار کر کے سوق عُکاظ میں لے گئے، جہاں انہیں فروخت کر دیا گیا، خوش قسمتی سے زید کو حضرت خدیجہؓ کے ایک رشتے دار نے خریدا اور انہوں نے زید کو حضرت خدیجہؓ کی خدمت کے لئے بھیج دیا، جب حضرت خدیجہؓ کی آقائے دو جہاں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی ہوئی تو حضرت خدیجہؓ نے زید کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر مامور کر دیا، اس وقت زید کی عمر اٹھارہ برس تھی۔

زید کا باپ حارثہ اپنے بیٹے کے غم میں ہر وقت روتا رہتا، اسے اپنے لخت جگر کی جدائی کا بے حد غم تھا، ایک دفعہ چند لوگ مکہ آئے، تو انہوں نے زید کو پہچان لیا اور حج سے واپس جا کر حارثہ کو زید کے متعلق بتایا، زید کے باپ اور دوسرے رشتہ دار اطلاع پاتے ہی مکہ پہنچے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر زید کو اپنے ساتھ لے جانے کی درخواست کی، حضورؐ نے زید کو بلایا اور فرمایا کہ اگر وہ اپنے باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ جانا چاہتے ہیں تو بہ خوشی جا سکتے ہیں؛ لیکن زید نے جانے سے انکار کر دیا، اس پر کچھ لوگوں نے زید کو سمجھایا کہ وہ آزادی پر غلامی کو کیوں ترجیح دے رہے ہیں، تو زید نے جواب دیا ’’میں نے ان (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) میں کچھ ایسی چیزیں دیکھ لی ہیں کہ ان پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔‘‘ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا تو زید کو حجر کے مقام پر لے گئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا ’’لوگو! گواہ رہنا زید میرا بیٹا ہے، یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا، جب زید کے باپ حارثہ نے یہ سُنا تو وہ خوش و خرم اور مطمئن ہو کر چلا گیا اور اجازت دے دی کہ زید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہی رہے گا۔

اُسامہ رضی اللہ عنہ زید کے صاحبزادے تھے، حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ام ایمن تھا، ام ایمن کو بھی یہ شرف حاصل تھا کہ انہوں نے بچپن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حضانت میں رکھا تھا، آپ حبشی نژاد تھیں، اس لئے حضرت اسامہ کا رنگ بھی سیاہ تھا۔‘‘ ناک چھوٹی، ماتھا کشادہ اور دانت انتہائی سفید تھے، آپ جب مسکراتے تو دانتوں کی چمک سے مسکراہٹ کی دل کشی دو چند ہو جاتی، حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نبوت کے چوتھے سال میں پیدا ہوئے، بچپن میں ہی صحابہ کرام آپ کو محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن محبوب رسول اللہؐ کہہ کر پکارتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خاندان کو اپنے ہی خاندان کا ایک حصہ شمار کرتے تھے، چنانچہ فتح خیبر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کی زمینوں سے جو کھجوریں اور گندم وصول ہوتی، اس میں زید کے خاندان کے لئے حصہ مقرر ہوتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے عزم سے مدینہ سے نکلے تو اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ سوار کیا، مکہ مکرمہ میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے تو اُسامہ رضی اللہ عنہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، بیت اللہ میں تشریف لے گئے تب بھی اُسامہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے دل میں اسلام کی محبت اور جہاد کا شوق و ولولہ اس قدر زیادہ تھا کہ جنگِ اُحد کے موقع پر بارہ سال کی عمر میں مجاہدین کے ہمرکاب تھے، مدینہ سے باہر نکل کر حضور صلی اللہ علیہ نے لشکر کا جائزہ لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایڑیاں اوپر اٹھالیں کہ مبادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹی عمر دیکھ کر واپس نہ بھیج دیں، جنگ حنین میں اسامہ رضی اللہ عنہ نے وہ جوہر دکھائے کہ دوست دشمن انگشت بدنداں رہ گئے۔

۸ھ میں اُسامہ رضی اللہ عنہ کے والد زید رضی اللہ نے ایک غزوہ میں مسلمان فوج کی سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ ۱۱ھ میں وصال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چند دن پہلے حضور علیہ السلام نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا، جس میں جملہ اکابر اسلام شامل تھے، اس لشکر کی سپہ سالاری سیاہ رنگ اُسامہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی گئی، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اُسامہ رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری قبول کرنے میں اس لئے تامل تھا کہ یہ ابھی کمسن ہیں اور نا تجربہ کار ہیں۔

علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے عرب کے حالات میں بھی ایک شدید اضطراب پیدا ہو گیا تھا، ایسے میں اسلامی لشکر کا باہر جانا خطرناک تھا، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بڑی سختی سے فرمایا، جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے ہیں میں اسے رد نہیں کروں گا، اگر مجھے اس بات کا بھی یقین ہو کہ درندے مجھے اٹھا لے جائیں گے تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اسامہؓ کا لشکر ضرور بھیجوں گا، اس ارشاد کا نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے بڑے صحابہ کرام اُسامہ رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے جمع ہونے لگے، اس لشکر کی روانگی کا ایک اثر یہ ہوا کہ مسلمانوں کے دشمنوں کے دلوں میں اسلامی حکومت کی قوت اور اس کے مرکزی استقلال کا احساس پیدا ہو گیا اور عرب قبائل نے محسوس کیا کہ اگر مسلمانوں میں قوت نہ ہوتی تو وہ لشکر ہرگز نہ بھیجتے، پھر وہ ایسی بہت سی باتوں سے باز رہے جنہیں وہ موقع کی نزاکت سے فائدہ اٹھا کر کرنا چاہتے، یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جنگی تدبیر اور سیاسی مصلحت کا ایک بڑا راز تصور کیا جاتا ہے۔

جب یہ لشکر روانہ ہونے لگا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انہیں رخصت کرنے کے لئے پا پیادہ چلے اور اُسامہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار تھے، یہ دیکھ کر اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ’’اے خلیفۂ رسول اللہ آپ سوار ہو جائیں، ورنہ میں سواری سے اتر پڑوں گا۔‘‘ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ’’بخدا نہ تم اُترو اور نہ میں سوار ہوں گا۔ میں گھڑی بھر کے لئے اپنے قدموں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود کر لوں گا تو میرا کیا بگڑ جائے گا۔ مجاہد کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسامہؓ سے کہا ’’اگر تم مناسب سمجھتے ہو تو حضرت عمرؓ کو میرے پاس رہنے دو، تاکہ وہ میری امداد کر سکیں، اسامہؓ نے اجازت دے دی، جب اُسامہؓ روانہ ہونے لگے تو انہیں نصیحت فرمائی۔

خیانت اور بد عہدی نہ کرنا، مال غنیمت میں بے ایمانی نہ کرنا، کسی کے ہاتھ پاؤں، ناک یا کان نہ کاٹنا، کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا، کسی بچے، بوڑھے یا عورت کو قتل نہ کرنا، کھجوروں کے درختوں کو تباہ نہ کرنا اور نہ انہیں جلانا، بکری گائے اور اونٹ کو بلا ضرورت ذبح نہ کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس بات کا حکم دیا ہے، اس پر عمل کرنا۔ (بقیہ صفحہ ۴ پر)

# کھلے دل سے معاف کر دیجئے

**احتشام الحسن**

انسان خطاؤں کا پتلا ہے، غلطی اور گناہ سے کوئی بچ نہیں سکتا، کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس سے غلطی نہ ہوئی ہو اور نہ کوئی ایسا ہے جس نے صرف نیکیاں ہی کی ہوں، نیکی، بدی، خیر و شر، حق و باطل اور سچ و جھوٹ غرض سب متضاد چیزیں انسان کے مادے و خمیر میں ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: پھر اس نے اسے اس کی بدکاری اور پرہیز گاری (کی تمیز) سمجھا دی۔ بیشک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کو (رذائل سے) پاک کر لیا (اور اس میں نیکی کی نشو و نما کی)۔ (الشّمس: ۸۔۹)

اللہ تعالیٰ نے عفو و درگزر اور معافی و بردباری کو پیدا فرمایا اور اس کو اپنی صفات حسنہ میں سے ایک صفت بنا دیا ہے، قرآن مجید میں ہے: ’’اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔‘‘ (الاحزاب: ۷۳) اگر گناہ و خطا نہ ہوتی تو عفو و بردباری بھی نہ ہوتی، کسی بھی شخص کی بردباری کا علم غصہ کے وقت اور اس کی سخاوت کا علم حاجت کے وقت ہوتا، اگر رنگ ساز کے پاس سفید کپڑا نہ ہو تو کسی کو کیا معلوم ہوگا کہ وہ رنگ ساز ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ: ’’لوگوں کے ساتھ معافی اور عفو و درگزر والا معاملہ کرو، کیا تم یہ پسند نہیں کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے۔‘‘ (النور) اگر تم لوگوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرو گے تو تمہارے ساتھ بھی اچھا معاملہ کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے اسے تقویٰ کے اعلیٰ مراتب میں سے شمار کرتے ہوئے فرمایا: ’’اور معاف کرنا تقویٰ کے بہت زیادہ قریب ہے۔‘‘ (البقرہ)

اسی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس پر اجر و انعام کا اعلان کیا اور وعدہ لیا، تاکہ باہمی محبت و مودت کو باقی رکھنے میں رغبت ہو: ارشاد باری تعالیٰ ہے ’’جس نے معاف کیا اور صلح کی تو اس کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، بے شک وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔‘‘ (الشوری: ۴۰)

معاف کرنے سے بندے کو دو انعامات ملتے ہیں: ایک تو یہ کہ لوگ اس کے مشکور و ممنون ہوتے ہیں اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ اجر کا مستحق قرار پاتا ہے، عموماً لڑائی جھگڑے باہم ناراضگی کا سبب بنتے ہیں، جو لوگ ایسے موقع پر غصہ پی جاتے ہیں اور بردباری اور درگزر کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاف کر دیتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ نے ’’محسنین‘‘ کا لقب دیا ہے اور فرمایا کہ میں انہیں محبوب رکھتا ہوں، ارشاد خداوندی ہے ’’وہ غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور معاف کرنے والے ہیں، اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا اور محبت کرتا ہے۔‘‘ (آل عمران)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اپنے بھائی کے ساتھ مت جھگڑو، نہ ہی اپنے بھائی کے ساتھ مذاق کرو، ایسا وعدہ بھی نہ کرو جسے پھر پورا نہ کر سکو‘‘۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی: ’’عفو و درگزر کو لازم پکڑو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کرو‘‘۔ (الاعراف) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین سے معلوم کیا: یہ کیا ہے؟ حضرت جبرئیل نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ جو آپ سے ناطہ توڑے آپ اس سے ناطہ جوڑو، جو آپ کو نہ دے اسے عطا کرو اور جو آپ پر ظلم کرے اس کو درگزر فرماؤ‘‘۔ (بخاری) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ’’مشرکین مکہ کے لیے بددعا فرمائیں‘‘۔ آپ نے فرمایا: ’’مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے نہ کہ زحمت‘‘۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قوم کے لیے دعا فرمائی تو عرض کیا: ’’اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے کہ یہ جانتی نہیں ہے۔ (مسلم)

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جسے غصہ آ جائے اور وہ اسے ضبط کر جائے تو اللہ تعالیٰ کی محبت ایسے شخص کے لیے لازم ہو جاتی ہے‘‘۔

آج معاشرے میں لڑائی، جھگڑے، نفرتیں، ناراضگیاں اور بداعتمادی عام ہو رہی ہیں، اس کے سبب مختلف امراض اور بیماریوں میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ان مسائل کی زیادہ تر وجہ پریشانی اور افسردگی ہے، جسے ہم ہمہ وقت دل و دماغ پر سوار رکھتے ہیں۔ مسئلہ اتنا بڑا نہیں ہوتا، جتنا ہم اسے سوچ سوچ کر اپنی طبیعت خراب کر لیتے ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم بلا جھجک معافی مانگ لیں کہ یہی بڑا پن ہے، اس سے دل کا بوجھ بھی ہلکا ہو جاتا ہے اور پریشانی بھی کم ہو جاتی ہے، اسی طرح معاف کرنے والے کو بھی چاہیے کہ وہ فراخ دلی کا مظاہرہ کرے، غصہ پی جائے اور کھلے دل سے معاف کر دے، اگر ہمیں اپنے ماحول و معاشرے کو خوش گوار بنانا ہے تو ہمیں معافی کو عام کرنا ہوگا، اس سے محبتیں فروغ پائیں گی، رشتے مضبوط ہوں گے، دوست قریب ہوں گے، اعتماد پختہ ہوگا اور سکون اور چین سے بھرپور معاشرہ تشکیل پائے گا۔

# خود کفیل معاشرہ کے لیے تجارت کی اہمیت

مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دنیا میں انسانی تقاضوں کے ساتھ پیدا کیا ہے، ان تقاضوں کی تکمیل شرعی حکم اور عبادت ہے، ان کا کھانا پینا، پہننا اوڑھنا، سر چھپانے کا مکان علاج و معالجہ اور بچوں کی تعلیم بھی ہے، اس لئے شریعت نے نماز روزہ کی طرح کسب حلال کو بھی عبادت قرار دیا ہے، اور انسانوں کو اس کے حصول کے لئے تگ و دو کرنے کا پابند بنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ'' (البیھقی ، مشکوۃ) دوسرے فرائض کی طرح حلال روزی کی طلب بھی فرض ہے، اللہ تعالیٰ کے سب سے برگزیدہ، قناعت پسند اور متوکل بندے انبیاء علیہم السلام نے بھی حلال روزی کے حصول کے لئے تگ و دو کیا، محنتیں کیں، قرآن و احادیث میں اس کے تذکرے موجود ہیں، سید المرسلین، امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چند قیراط کے عوض مکہ والوں کی بکریاں چرائی ہیں، جب بڑے ہوئے تو تجارت کا پیشہ اختیار کیا، غربت کی وجہ سے تجارت کے مطلوب سامان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالداروں سے سامان لیکر فروخت کرنا شروع کیا، تجارت کی غرض سے دوسرے ملک، شام بھی گئے، اس سفر میں سامان تجارت مکہ کی خدیجہ نامی ایک مالدار خاتون سے لیا، سفر حد درجہ منافع بخش رہا، جس سے متاثر ہو کر حضرت خدیجہ نے نکاح کا پیغام دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمایا اور ان سے نکاح کیا، اہل مکہ بھی زیادہ تر تجارت پیشہ تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار مدینہ نے ایثار و وفا کی بے مثال تاریخ رقم کی، مہاجرین کے لئے اپنے اموال نثار کر دیئے اور ان سے مواخاۃ قائم کی، لیکن مہاجرین صحابہ نے بھی ان کا اور ان کے بال بچوں کا خیال رکھا اور اپنے انصار بھائیوں سے کہا کہ مجھے مدینہ کا بازار دکھا دو، میں تجارت کرونگا، اس طرح اپنی اور اپنے بال بچوں کی پرورش کے لئے تجارت کے حلال عمل میں لگ گئے، بلکہ اکثر مہاجرین اصحاب رسولؐ نے مدینہ پاک میں تجارت کا مشغلہ اختیار کیا اور نہ صرف یہ کہ دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بچے، حرام اور مشتبہ مال سے احتراز کیا بلکہ اپنے بال بچوں کی باعزت پرورش کی اور معاشرہ کے غرباء اور مساکین کے کام آئے، اور اس عمل کو اتنا پسندیدہ سمجھ کر اختیار کیا کہ معاشرہ میں تجارت کو عبادت کے طور پر دیکھا اور برتا جانے لگا اور ہاتھ پر ہاتھ ڈال کر بیٹھے رہنے والوں کے لئے ماحول تنگ ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''الید العلیا خیر من الید السفلی'' (بخاری و مسلم) دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت میں لکھا ہے، جب بھی کسی نوجوان سے ان کی ملاقات ہوتی تو سب سے پہلے پوچھتے کما رہے ہو؟ کونسی تجارت ہے؟ گر نفی میں جواب ملتا تو سخت ناراض ہوتے اور فرماتے ''سقط من عینی'' یہ میری نظر سے گر گیا، ان کے بارے ایک واقعہ حدیث کی کتابوں میں درج ہے، یمن کے کچھ لوگ ایک جگہ جمع تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گذر ہوا تو پوچھا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ''نحن المتوکلون'' ہم لوگ عبادت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے لوگ ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''كَذَبْتُمْ مَا أَنْتُمْ مُتَوَكِّلُونَ الْمُتَوَكِّلُ رَجُلٌ أَلْقَى حَبَّةً فِي الْأَرْضِ ثُمَّ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ'' جھوٹ بول رہے ہو، تم لوگوں کا اللہ تعالیٰ پر توکل نہیں ہے، توکل کرنے والے تو وہ ہوتے ہیں جو زمین میں دانہ بو کر اللہ تعالیٰ سے اسے پیداوار کے لائق بنا دینے کی دعا کرتے ہیں۔ حضرت امام احمدؒ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص ہے جو دن بھر بیٹھا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری مقدر میں جو کچھ لکھا ہے وہ مل کر رہے گا، حضرت امام احمدؒ ناراض ہو گئے اور فرمایا ''هُوَ رَجُلٌ جَهِلَ الْعِلْمَ'' وہ آدمی مکمل جاہل ہے، آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نہیں پڑھی کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کی روزی نیزے کی چھاؤں میں رکھی ہے، چڑیا صبح کو اپنے گھونسلے سے خالی پیٹ نکلتی ہے اور روئے زمین پر پھیل کر اللہ تعالیٰ کی مقدر کردہ روزی تلاش کرتی ہے، اور شام کو پیٹ بھر کر گھونسلے میں واپس آتی ہے، وہ بھی سمجھتی ہے کہ گھر سے نہیں نکلوں گی تو پیٹ نہیں بھرے گا۔ (منہاج القاصدین)

حضرت شقیق بلخی اور حضرت ابراہیم بن ادھم ہم زمانہ بزرگ ہیں ایک مرتبہ حضرت شقیق بلخیؒ اپنے دوست حضرت ابراہیم بن ادھم کے پاس آئے اور کہا: میں ایک تجارتی سفر پہ جا رہا ہوں، سفر لمبا ہے اس لئے آپ سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا ہوں اس کے بعد حضرت شقیق بلخیؒ سفر کے لئے نکل گئے چند ہی دنوں کے بعد حضرت ابراہیم بن ادھم نے حضرت شقیق بلخیؒ کو دوبارہ مسجد میں دیکھا۔ پوچھا: ''آپ سفر پر نہیں گئے؟'' کہا: ''گیا تھا، لیکن ایک واقعہ دیکھ کر راستہ ہی سے واپس آ گیا وہ واقعہ یہ ہے۔ ''ایک غیر آباد مقام پر پہونچا وہاں میں نے پڑاؤ ڈالا تو میں نے ایک چڑیا دیکھی جو اڑنے کی طاقت سے محروم تھی۔ مجھے اسے دیکھ کر ترس آیا، میں نے سوچا کہ اس ویران جگہ پر یہ چڑیا اپنی خوراک کیسے پاتی ہوگی؟ میں اسی سوچ میں تھا کہ ایک اور چڑیا آئی اس نے اپنی چونچ میں کوئی چیز دبا رکھی تھی، وہ معذور چڑیا کے پاس اتری تو اس کی چونچ کی چیز اس کے سامنے گر گئی، معذور چڑیا نے اس کو اٹھا کر کھا لیا اس کے بعد آنے والی صحت مند چڑیا اڑ گئی۔ یہ منظر دیکھ کر میں نے کہا......... سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ جب ایک چڑیا کا رزق اس طرح سے اس کے پاس پہونچاتا ہے تو مجھے شہر در شہر رزق کے لئے پھرنے کی کیا ضرورت ہے؟ چنانچہ میں نے سفر روک دیا اور میں وہیں سے واپس چلا آیا کہ کوئی کام نہیں کرونگا، فارغ بیٹھونگا، رزق اللہ تعالیٰ دے گا'' یہ سن کر حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے فرمایا: ''شقیق! تم نے اپاہج پرندہ کی طرح بننا کیوں پسند کیا؟ تم نے یہ کیوں نہیں چاہا کہ تمہاری مثال اس پرندے کی سی ہو جو اپنے قوت بازو سے خود بھی کھاتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلاتا ہے'' حضرت شقیق بلخیؒ نے یہ سنا تو حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا ہاتھ چوم لیا اور کہا: ابو اسحاق! تم نے میری آنکھ کا پردہ ہٹا دیا، وہی بات صحیح ہے جو تم نے کہی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ مسلمانوں کو تجارت کا پیشہ ترجیحی بنیاد پر اپنانا چاہئے، موجودہ حالات میں معاشی مسائل کے حل کے لیے تجارت سب سے بہتر ذریعہ ہے۔ علماء و ائمہ حضرات بھی تجارت کو شجر ممنوعہ سمجھ کر ترک نہ کریں اور پورے طور پر امامت و تدریس کے وظیفہ پر منحصر نہ ہو جائیں بلکہ خود کفیل بننے اور خود کفیل معاشرہ کے لیے ماحول سازی کے لئے تجارت کا با برکت پیشہ اختیار کریں، پھر یہ کہ اس مہنگائی کے دور میں جتنا کم وظیفہ ملتا ہے بسا اوقات اپنے اور اپنے بچوں کی دوا علاج اور ان کی تعلیمی اور دیگر ضروریات کی تکمیل مشکل تر ہوتی ہے، سوال یہ ہے کہ اسلام کی کس تعلیم اور ہدایت کے مطابق اپنے اور اپنے بچوں کو مشقت بھری زندگی گذارنے پر آپ مجبور کر رہے ہیں، آپ کی شریعت نے اس پوزیشن میں رکھا ہے یا آپ خود سے ہیں؟ تجارت سے کس نے منع کیا؟ کس نے کہا کہ علماء و ائمہ کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ وہ غرباء کا خیال رکھ سکیں، صدقات و خیرات کر سکیں، مساجد و مدارس کی امداد کر سکیں؟ شاید اس کا معقول جواب نہ بن سکے۔ عام لوگوں یا اپنے مقتدیوں کے طعن و تشنیع کا خیال کر کے اس اہم کام سے اپنے کو نہ روکیں، جو لوگ علماء اور ائمہ کو تجارت پیشہ نہیں دیکھنا چاہتے، ان کی فکر سطحی اور غیر اسلامی ہے، جس کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ دینی کاموں کو انجام دیتے ہوئے کسب حلال کے لئے باعزت زندگی گذارنے، دست سوال دراز کرنے کی ذلت سے بچنے، حرام مال سے اجتناب کرنے، اپنے بال بچوں اور معاشرہ کے غریب لوگوں کی دیکھ ریکھ کے لئے تجارت کا نیک عمل اختیار کیا جائے، دنیا کے بیشتر مسلم ممالک کے علماء، ائمہ تجارت کرتے ہیں، ماضی میں بھی علماء، فقہاء، محدثین اور ائمہ مجتہدین نے بڑی بڑی تجارتیں کی ہیں اور ان کی سچی تجارت اسلام کے فروغ اور اس کی نیک نامی کا ذریعہ ثابت ہوئی، تاریخ و سیر کی کتابوں میں اس کے واقعات موجود ہیں، خود ہمارے ملک کی بعض ریاستوں اور علاقوں کے علماء و ائمہ تجارت کر رہے ہیں، کیا وہ لوگ دین پر قائم نہیں ہیں؟ یا دین کی خدمت انجام نہیں دے رہے ہیں؟ کیا اس سے اسلام کی شبیہ خراب ہو رہی ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، آخر فقہ کی کتابوں میں کتاب المضاربت، کتاب البیع والشراء وغیرہ کن لوگوں کے لئے لکھی گئی ہے؟ اس کے افہام و تفہیم پر ایک بڑا وقت استاد کی نگرانی میں کیوں لگایا؟ اور ہم علماء کیا صرف یہ باتیں دوسروں کو بتانے کے لئے پڑھتے ہیں؟ اگر اپنے پاس تجارت کے لئے مطلوب رقم نہیں ہے تو مضاربت کیجئے، لوگوں کے مال لیکر تجارت کیجئے، کئی لوگ مل کر تجارت کھڑی کریں، لیکن میری درخواست ہے کہ ضرور کریں، اس سے قوم کا آپ پر اعتماد بڑھے گا، اور مقام بلند ہوگا، دین اور دعوت دین کا کام مزید آگے بڑھے گا اور ہمارے سفید کپڑوں پر بھی انہیں انگلی اٹھانے کا موقع نہیں ملے گا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کی نیت سے ہی قدم بڑھایئے، اللہ تعالیٰ برکتیں نازل کرے گا۔ اہل ثروت حضرات کو بھی چاہئے کہ ائمہ، علماء اور بے روزگار نوجوانوں کو تجارت کے لئے مضاربت کے طور پر اپنا مال اور پونجی دیکر انہیں خود کفیل بننے میں معاونت کریں۔

# دعوت دین کے عصری تقاضے

مولانا وارث مظہری

اس وقت ہندوستان میں مسلمان جن حالات سے گذر رہے ہیں، وہ کسی بھی صاحب فہم سے مخفی نہیں ہے، ایسے میں اہل علم و فکر کے لیے غور و فکر کا مقام ہے کہ ان حالات میں ہندوستانی مسلمانوں کو کیا لائحہ عمل مرتب کرنا چاہئے تا کہ جلد یا دیر صورت حال میں مثبت تبدیلی لائی جا سکے، اس حوالے سے مسلمانوں کا جو طبقہ اور جو ادارے زیادہ مثبت اور نتیجہ خیز لائحہ عمل مرتب کر سکتے ہیں وہ علماء اور اہل مدارس ہیں، یہاں اسی حوالے سے گفتگو مقصود ہے۔ ہندوستان کے دینی مدارس بلاشبہ دین کا قلعہ ہیں، دیار ہند میں دین کی حفاظت و استحکام میں جو کردار مدارس نے ادا کیا ہے، کسی اور ادارے نے ادا نہیں کیا، خاص طور پر مسلم عہد کے خاتمے کے بعد یہ مدارس ہی تھے جنہوں نے برصغیر ہند میں سرمایہ ملت کی نگہبانی کا گراں قدر فریضہ انجام دیا، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی بھی صاحب عقل و ہوش انکار نہیں کر سکتا، دینی مدارس کی خدمات اور حصولیابیوں کی ایک طویل داستان ہے، جس کو یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں کہ اس پر اصحاب قلم کی نگارشات سامنے آتی رہی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ دینی مدارس کا دینی مشن اور بنیادی تشخص اس میں روح دعوت کی مکمل شمولیت کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا، پچھلی صدیوں میں دعوت و تجدید اور سماجی اصلاح کی جو زبردست تحریکیں برپا ہوئیں جو شاندار کارنامے تاریخ کے روشن صفحات پر ثبت ہوئے، ان کے پیچھے دینی علوم کے حامل وہ لوگ تھے، جن کی فکری اٹھان محض تعلیم و تدریس کے نیچے تلے رجحان کی بنیاد پر نہیں، بلکہ دعوت و ارشاد کی بنیاد پر ہوئی تھی، اس میں شک نہیں کہ دین کے متوارث تعلیمی ڈھانچے کے تسلسل کی حفاظت و برقراری میں دینی مدارس کا ممتاز کردار رہا ہے اور اس میں خاص طور پر برصغیر کے مدارس کو امتیاز حاصل ہے، تاہم فی زمانہ ایسا محسوس ہوتا ہے، جیسے مدارس کی اکثریت کی سرگرمیاں محض معمول کی سرگرمیاں ہو کر رہ گئی ہیں، جو اپنے لگے بندھے نظام کے تحت یک سُرے پن کے ساتھ جاری ہوں جس میں نہ کوئی جدت ہے، نہ تنوع، نہ ارتقا، نہ اس کی کوئی مستقل فکر۔ اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ دینی مدارس کے فضلا اور منتسبین میں دعوت کا مزاج اور اس کا عملی شعور پیدا کیا جائے، اور اس کا محرک خالص دین اور فکر آخرت ہو، پیشہ ورانہ فائدہ نہ ہو۔

عالم گیریت کے موجودہ عہد میں جہاں ایک طرف دین و عقائد کو درپیش چیلنجوں سے اہل مدارس کا باخبر ہونا ضروری ہے، وہیں مواقع کار اور امکانات کی دریافت بھی لازمی امر ہے، ہمارے دینی حلقوں، خصوصاً دینی مدارس کے مخصوص طرز فکر نے چیلنجوں کو تو نہایت مبالغہ آمیز انداز میں سمجھا اور سمجھایا؛ لیکن ان امکانات کو نظر انداز کر دیا جو خود اسی عہد کے بطن سے نکل کر سامنے آئے ہیں، اسلام آج اپنے اصل معنوں میں عالم گیر مذہب بن چکا ہے، اور تیزی کے ساتھ نئے دلوں اور نئی زمینوں کو فتح کر رہا ہے، یہ انہیں مواقع کے شعور و استعمال کا فیض ہے، خطرات اور چیلنجوں سے خوف و وحشت اور اس پر محض شور و واویلا کی اپنی کوئی اہمیت نہیں جب تک وہ عمل اور اقدام کے سانچوں میں ڈھل کر سامنے نہ آئے۔ خطرات اور چیلنجز اپنی تمام تر سنگینیوں کے ساتھ مختلف شکلوں میں ہر دور میں دعوت اسلامی کو درپیش رہے ہیں، دینی مدارس کے فاضلین میں یہ شعور ضروری ہے، اس حقیقت کی آگاہی مایوسی پر غلبے اور امید و حوصلے کے ساتھ اقدام پر آمادہ کرتی ہے۔

اسی طرح یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اسلام کو آج جو جنگ درپیش ہے، وہ دراصل افکار و نظریات کے میدان میں لڑی جا رہی ہے، سیاسی استعمال کے بعد اس کی جگہ اب فکری استعمال نے لے لی ہے، فکری یورش و یلغار (الغزو الفکری) کی بات مدارس کے حلقوں میں دہرائی ضرور جاتی ہے، لیکن اس کا تصور بھی محدود اور محض شنیدہ بنیادوں پر قائم ہے، یہ اپنے آپ میں اہم سوال ہے کہ کیا واقعی اس کا شعور مدارس کی نوجوان نسل کے اندر پایا جاتا ہے، جن کے کندھے پر موجودہ عہد میں اسلام کے احیاء و تجدید کی ذمہ داری ہے؟ اس فکری چیلنج کے صحیح ادراک کے لیے دعوت کی تیاری کے علمی نصاب میں سیاسیات، اقتصادیات، نفسیات، طبیعات اور بشریات جیسے سماجی علوم کی اس حد تک معرفت ضروری ہے کہ اس کے بنیادی خط و خال ذہن میں واضح ہو سکیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

سید محمد عادل فریدی

## اخبارِ جہاں

### برطانیہ نے جنوبی افریقہ سے آنے والوں پر پابندی نافذ کی

برطانیہ نے مبینہ طور سے جنوبی افریقہ سے پیدا کورونا وائرس کی نئی تبدیل شدہ شکل کے ملک میں پائے جانے کے بعد وہاں سے آنے والے مسافروں کے داخلے پر پابندی عائد کردی ہے۔ برطانیہ کے محکمہ ٹرانسپورٹ نے ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا: ''جمعرات کی صبح ۹؍ بجے سے جنوبی افریقہ یا اس کے ذریعہ گذشتہ دس دن کے دوران آنے والے تمام مسافروں کے داخلے کی اجازت نہیں ہوگی اور براہ راست پروازوں پر بھی پابندی نافذ رہے گی۔ (یواین آئی)

### فائزر کورونا ویکسین کی پہلی کھیپ یورپ کے متعدد ممالک کے لیے روانہ

یورپ میں کورونا وائرس (کووڈ-19) وبا کی دوسری لہر کے درمیان یورپی کمیشن نے بڑے پیمانے پر کورونا کی ٹیکہ کاری کی مہم چلانے کا منصوبہ بنایا ہے، جس کے لیے جمعرات کو دواساز کمپنی فائزر بایواینٹیک کی کورونا ویکسین کی پہلی کھیپ ۲۷؍ ممالک کو روانہ کردی گئی ہے، یورپی کمیشن نے ایک ٹویٹ میں یہ معلومات دی۔ (یواین آئی)

### ایتھوپیا: بندوق برداروں کے حملے میں ۹۰؍ سے زائد افراد ہلاک

مشرقی افریقی ملک ایتھوپیا کے مغربی صوبہ بینشانگول گوموز میں کچھ نامعلوم بندوق برداروں کے حملے میں ۹۰؍ سے زائد افراد ہلاک ہوگئے، میڈیا رپورٹوں کے مطابق حملہ آوروں نے بدھ کے روز بیکوزی کیبلے، بولین وریڈا اور میٹیکل علاقوں میں اس وقت حملہ کیا جب لوگ اپنے گھروں میں سو رہے تھے، نیشنل عدلیس اسٹینڈرڈ نیوز میگزین نے ایک عینی شاہد کے حوالے سے بتایا کہ لوگوں کا قتل کیا گیا اور ان کے گھروں کو لوٹا گیا، ایک دیگر چشم دید نے بتایا کہ علاقے کے باشندوں نے پولیس کو حملے کی اطلاع دی تھی لیکن پولیس کے پہنچنے سے پہلے حملہ آور فرار ہو چکے تھے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ایتھوپیا کے مغربی علاقے میں متعدد قبائلی گروہ آباد ہیں، یہاں حملہ آور امہارا برادری کے لوگوں کو اپنا نشانہ بناتے ہیں، ایتھوپیا کے ہیومن رائٹس کمیشن نے حملے کی تصدیق کرتے ہوئے تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔ (یواین آئی)

### برطانیہ میں کورونا وائرس کی نئی لہر، وزارت صحت کی ایمرجنسی میٹنگ

جنوبی انگلینڈ میں کورونا وائرس کی نئی قسم سامنے آنے کے بعد یورپی یونین کے کئی ممالک نے برطانیہ سے آنے والی اڑانوں پر روک لگا دی ہے، اس سے متعلق جائزہ میٹنگ کے لئے مرکزی وزارت صحت نے بھی ایمرجنسی میٹنگ بلائی ہے، اور پورے ملک میں سخت لاک ڈاؤن نافذ کردیا ہے۔ (نیوز ۱۸)

### بغداد میں امریکی سفارتخانے پر حملے کا الزام بے بنیاد: ایران

ایران کی وزارت خارجہ کے ترجمان سعید خطیب زادے نے کہا ہے کہ امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے عراق کے دارالحکومت بغداد میں امریکی سفارتخانے پر حملے کے الزامات لگائے ہیں جو بے بنیاد اور جھوٹے ہیں۔ خیال رہے کہ مسٹر ٹرمپ نے ٹویٹر پر لکھا تھا کہ ایران کی سرزمین سے عراق میں امریکی سفارتخانے کو حالیہ راکٹ حملے کا نشانہ بنایا گیا ہے، اپنے ٹیوٹ میں انہوں نے متنبہ کیا کہ اگر راکٹ حملے میں کوئی امریکی شہری ہلاک ہوا تو امریکہ ایران کو ذمہ دار ٹھہرائے گا۔ دوسری طرف ایران نے ان الزامات کو سرے سے مسترد کیا ہے۔ (یواین آئی)

### ٹرمپ نے عراقی شہریوں کے قاتل بلیک واٹر گارڈز کی سزا معاف کی

امریکہ کے صدر ٹرمپ نے عراق میں قتل عام کرنے والے بلیک واٹر کے چار گارڈز کی سزا معاف کردی ہے، گزشتہ روز جاری کیے گئے صدارتی معافی ناموں میں چار ایسے افراد کے نام بھی شامل ہیں جنھیں ۲۰۰۷ء میں ۱۴؍ عراقی شہریوں کا قتل عام کرنے اور دیگر ۱۷؍ کو زخمی کرنے پر بارہ برس سے لے کر عمر قید تک کی سزائیں دی گئی تھیں۔ عینی شاہدین کے مطابق نجی سیکیورٹی کنٹریکٹر بلیک واٹر سے وابستہ ان گارڈز نے ۲۰۰۷ء میں بغداد میں گھات لگا کر نہتے شہریوں پر بلا اشتعال فائرنگ کی اور دھماکہ خیز مواد کا بھی استعمال کیا، شہریوں کے قتل عام میں ملوث ڈسٹن ہیرڈ، ایون لبرٹی، نکولس سلیٹن اور پال سلو کو ۱۲؍ سال سے عمر قید تک کی سزائی دی گئی تھیں جسے صدر ٹرمپ کے جاری کردہ حکم نامے کے ذریعے معاف کردیا گیا ہے۔ اس واقعے کے متاثرین نے صدر ٹرمپ کے فیصلے کی مذمت کی ہے۔ علاوہ ازیں اقوام متحدہ کے دفتر برائے انسانی حقوق نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ قتل عام کی اس سفاکانہ واردات میں ملوث افراد کو صدارتی معافی دینے سے آئندہ بھی ایسے واقعات کی حوصلہ افزائی ہوگی، قتل عام کے خلاف قانونی جنگ لڑنے والے چھ عراقی خاندانوں کے وکیل پال ڈکنسن کا کہنا تھا کہ متاثرہ افراد کے خاندانہ کے لیے امریکی حکومت کی جانب سے یہ فیصلہ انصاف سے مایوسی کا پیغام ہے، ایف بی آئی نے اس مقدمے میں کثیر سرمایہ لگایا اور محنت کی جو سب اکارت گیا، دوسری جانب اس فیصلے سے عراقی شہریوں کو بھی بہت برا پیغام گیا ہے۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

### ارنب گوسوامی کو نفرت آنگیز مواد نشر کرنے پر جرمانہ

برطانیہ میں میڈیا پر نظر رکھنے والے سرکاری نگراں ادارے ''آفس آف کمیونیکیشن'' (OFCOM) نے بھارت کے متنازعہ نیوز چینل ریپبلک ٹی وی کے ایک شو میں نفرت انگیز مواد اور غیر مہذب زبان استعمال کرنے کے لیے بیس ہزار برطانوی پاونڈ یعنی تقریباً انیس لاکھ بھارتی روپے کا جرمانہ عائد کیا ہے، برطانوی ادارے نے یہ جرمانہ ''ورلڈ وائڈ میڈیا نیٹ ورک لمیٹیڈ'' نامی کمپنی پر عائد کیا ہے، جس کے پاس برطانیہ میں ریپبلک ٹی وی کے پروگرام نشر کرنے کا لائسنس ہے، تاہم برطانوی ادارے نے اس متنازعہ بھارتی ٹی وی چینل سے بھی اپنے مذکورہ پروگرام میں نفرت انگیز مواد نشر کرنے کے لیے معافی مانگنے کو کہا ہے۔ اس پروگرام میں نفرت انگیز بیانات شامل ہیں، اس میں پاکستانی عوام کے خلاف ان کی قومیت کی بنیاد پر گالی گلوچ اور توہین آمیز الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ (ڈوئچے ویلے جرمنی)

### دین کی بنیادی باتوں کا جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے: مولانا محمد شبلی القاسمی

### امارت شرعیہ میں مولانا مفتی احتکام الحق کی کتاب ''دین کی بنیادی باتیں'' کی رسم اجراء

''ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم سب کا فرض ہے کہ دین کی بنیادی باتوں کو خود بھی جانیں اور اپنے بچوں کو بھی ان کی تعلیم دیں، دین کی باتوں کا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے آج تیزی سے دین بیزاری کا رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ حلال وحرام جائز و ناجائز، فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات معلوم کرنے کی بھی اب لوگوں کو فرصت نہیں، عصری علوم کا رجحان لوگوں میں ضرور بڑھا ہے، لوگ پڑھ لکھ کر ڈاکٹر، انجینئر، آئی ایس اور آئی پی ایس بن رہے ہیں، لیکن ان میں سے اکثر کی دینی معلومات کی سطح افسوسناک حد تک گری ہوئی ہے۔ ان حالات میں وہ لوگ قابل قدر ہیں جن کی توجہ دین کی ان بنیادی ضرورتوں کی تکمیل اور ملت کے اہم مسائل کی طرف ہے، اور پیچیدہ بحث، الجھے ہوئے مسائل، باریک ولطیف اشاروں اور فنی قیل وقال سے ہٹ کر آسان زبان میں دین کی بنیادی باتیں لوگوں کے سامنے اپنی تحریر وتقریر کے ذریعہ بیان کرتے ہیں۔'' یہ باتیں امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے مولانا مفتی محمد احتکام الحق قاسمی صاحب نائب مفتی امارت شرعیہ کی کتاب ''دین کی بنیادی باتیں'' کی رسم اجراء کے موقع پر کہیں۔ مولانا نے کتاب اور صاحب کتاب کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ جناب مولانا احتکام الحق صاحب کی کوشش قابل قدر ہے، مولانا زمین سے وابستہ ادارہ کے نائب مفتی ہونے کی وجہ سے زمینی مسائل سے خوب واقف ہیں، ان کی یہ کتاب واقعی وقت کی ضروت اور حالات کا تقاضہ ہے، قارئین کو چاہئے کہ اپنے گھر کے تمام لوگوں سے اس کتاب کو پڑھنے کی تاکید کریں، بلا شبہ اس وقت یہ کتاب ہر گھر کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو ملت کے لیے خوب نفع بخش اور صاحب کتاب کے لیے وسیلۂ نجات بنائے۔ رسم اجراء کی اس مجلس میں امارت شرعیہ کے صدر مفتی مولانا سہیل احمد قاسمی، مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی، کتاب کے مصنف نائب مفتی مولانا احتکام الحق قاسمی، مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ کے نائب قاضی مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی، امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی، مولانا سید محمد عادل فریدی، مولانا نصیر الدین مظاہری، مولانا اختر حسین شمسی، مفتی محمد نور الدین قاسمی محمد آبادی، مفتی عبدالمنان قاسمی، قاری شاہد اقبال جامعی، مولانا وصی اللہ ندوی، مفتی محمد ابوذر مفتاحی، مولانا محمد اعجاز مفتاحی و دیگر علمائے امارت شرعیہ موجود تھے۔ مولانا موصوف نے سبھی شرکاء کی خدمت میں کتاب کا ایک ایک نسخہ پیش کیا، سبھی لوگوں نے کتاب کی تحسین وستائش کی اور اس کو بچوں کے ساتھ ساتھ بڑوں کے لیے بھی فائدہ مند قرار دیا۔

اسی مجلس میں رسم اجراء کی تقریب کے بعد مولانا مفتی مبین احمد سعیدی قاسمی مہتمم مدرسہ طیبہ قاسم العلوم بردی پور دربھنگہ کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر اظہار تعزیت اور دعاء مغفرت بھی کی گئی، مرحومہ کے اہل خانہ سے تعزیت کرتے ہوئے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی مدظلہ العالی نے فرمایا کہ مفتی مبین صاحب قاسمی جو امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی صاحب کے دیرینہ رفیق ہیں ان کی والدہ کا انتقال ہم تمام کے لیے ملال کا باعث ہے،، اس لیے مرحومہ کیلئے دعاء مغفرت کرنا ہمارا اخلاقی فرض بھی ہے اور ہمارے لئے باعث سعادت بھی، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کے تمام حسنات کو قبول فرمائے اور جملہ تقصیرات سے صرف نظر فرمائے اور اللہ پاک مفتی مبین قاسمی، تمام خویش واقارب وجملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، مجلس میں موجود تمام لوگوں نے مرحومہ کے حق میں مغفرت اور بلندی درجات اور پسماندگان کے لیتے صبر وثبات کی دعا کی۔

### ملک میں جمہوریت محض ایک خیالی تصور ہے: راہل گاندھی

کانگریس کے سابق صدر راہل گاندھی نے حکومت پر سخت حملہ کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں جمہوریت نہیں ہے اور یہ محض خیالی تصور رہ گیا ہے، حقیقت میں اب جمہوریت باقی نہیں ہے۔ مسٹر گاندھی نے کانگریس کی جنرل سکریٹری پرینکا گاندھی واڈرا اور پارٹی کے دیگر لیڈروں کو نظر بند کئے جانے سے متعلق نامہ نگاروں کے سوال پر کہا کہ جب وہ سب کسانوں کے مسائل کو لیکر راشٹر پتی بھون جا رہے تھے تو انہیں حراست میں لینے اور ان سے بدسلوکی کرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ کس ملک کی جمہوریت کے بارے میں بات کر رہے ہیں؟ گرفتار کرنا، مارنا پیٹنا، یہ سب ان کا طریقہ ہے، ہندستان میں جمہوریت صرف آپ کے تصور میں ہی ہوسکتی ہے، لیکن اصل میں نہیں ہے، مودی حکومت صرف اپنے چند سرمایہ دار دوستوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے کام کرتی ہے، اس حکومت کو کسان، مزدور اور عام لوگوں کی نہیں بلکہ اپنے سرمایہ دار دوستوں کی فکر ہے، زرعی شعبہ میں آج تک کسان اور مزدور نے سرمایہ کاری کی ہے، جو جوان سرحد پر ہیں ان کے والدین نے سرمایہ کاری ہے، محنت اور سرمایہ کاری یہ لوگ کریں اور فائدہ صرف دو تین صنعت کاروں کو ملے، یہی بی جے پی اور وزیر اعظم مودی کا ہدف ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بی جے پی حکومت کے اس ہدف کو کسان اور مزدور سمجھ گئے ہیں، حکومت کا ہدف ان کے آس پاس رہنے والے دو چار سرمایہ داروں کو فائدہ پہنچانا ہے، مسٹر مودی کے خلاف جو کھڑے ہوتے ہیں، ان کے بارے میں یہ غلط بولنا شروع کرتے ہیں، کسان اور مزدور کھڑے ہو جاتے ہیں تو انہیں دہشت گرد کہتے ہیں، وزیر اعظم اپنے دو سے تین قریبی سرمایہ دار دوستوں کے لئے کام کرتے ہیں اور انہوں نے ان لوگوں کو پورا کا پورا ہندستان پکڑا دیا ہے۔ (یواین آئی)

### بہار میں ۹۴؍ ہزار پرائمری ٹیچرس کے متعلق پٹنہ ہائی کورٹ کا بڑا فیصلہ

پٹنہ ہائی کورٹ نے ریاست کے پرائمری اسکولوں میں بڑے پیمانے پر ٹیچروں کی ہونے والی بحالی کے معاملے میں بڑا فیصلہ سنایا ہے۔ ہائی کورٹ نے اس معاملے میں فیصلہ دیتے ہوئے کہا کہ ۲۳؍ نومبر ۲۰۱۹ء کے سابق سی ٹی ای ٹی امتحان پاس امیدوار ہی بحالی کے عمل میں شامل ہوں گے، جسٹس انل کمار اپادھیائے نے نیرج کمار و دیگر کی عرضیوں پر سماعت کرتے ہوئے یہ فیصلہ سنایا۔ کورٹ نے اساتذہ کی تقرری کے عمل کو تیزی کے ساتھ مکمل کرنے کی بھی ہدایت دی، کورٹ کے اس فیصلہ کے بعد امیدواروں کو بڑی راحت ملی ہے۔ (نیوز۔۱۸)

# ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

## اپنے محلوں میں مکتب کا نظام قائم کریں: سہیل احمد ندوی

ان دنوں امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کا وفد ضلع شیخ پورہ کے دورہ پر ہے ضلع کے مختلف مقامات پر اصلاحی پروگرام منعقد ہورہے ہیں روز منگل کو امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کے علمائے کرام پر مشتمل ایک وفد کی آمد کنہو لی و بر بیگہ فیض آباد کی جامع مسجد میں ہوئی، بعد نماز ظہر جامع مسجد کنہو لی میں اور بعد نماز مغرب فیض آباد میں اصلاحی پروگرام منعقد ہوئے، پروگرام کی نظامت مولانا ظهیر عباس صاحب مبلغ امارت شرعیہ نے انجام دی، اس موقع پر قائد وفد جناب مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے فرمایا کہ آپ حضرات اپنے محلات میں مکتب کا نظام قائم کریں، اپنی مسجدوں کو آباد کریں، اتحاد واتفاق کی فضا قائم کریں، امارت شرعیہ سے اپنے رشتوں کو مضبوط کریں، آج کا مسلمان اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ ایک امیر کے ماتحت رہ زندگی گذارنے کا خود کو پابند نہ بنالے، الحمدُ للہ اس وقت ہم سب امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی دامت بر کاتہم کے زیر سایہ دینی وملی خدمات انجام دے رہے ہیں ایک بات یاد رکھیئے امارت شرعیہ کوئی انجمن نہیں ہے بلکہ عالم اسلام کا مرکزی دینی ملی ادارہ ہے شریعت وسنت دین اسلام سے امت کو قریب کرنے کی کوشش اور جدوجہد کرنے والا ادارہ ہے عصری تعلیم دنیاوی تعلیم سے امت کے نوجوان کیسے قریب ہوں اس کی کوشش کرنے والا ادارہ امارت شرعیہ ہے اگر یہ ادارہ نہ رہیں تو یاد رکھیے ہمارے وجود سے کوئی فائدہ نہیں اگر یہ ادارہ مضبوط ہوگا تو ہم مضبوط ہوں گے، انہوں نے مزید کہا کہ فی الوقت امارت کی طرف سے امت کے بڑے چھوٹے تمام مسائل حل کرنے کی کوشش جاری ہے بیوہ غریب مسکین کی امداد کی جارہی ہیں، ہمارے نوجوان امارت شرعیہ کے زیر نگرانی اعلیٰ تعلیم حاصل کررہے ہیں اور بھی بہت خدمات انجام دی جارہی ہیں دعا کریں اللہ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کا سایہ صحت وعافیت کے ساتھ تادیر قائم رکھے آمین، انہوں نے امت کے افراد سے اپیل کی کہ ملت ومذہب کی بقا کے لیے اپنے دلوں کو کشادہ کیجیے، اس عظیم ادارہ کی سو سالہ قابل قدر خدمات ہیں ہم سب اس عظیم ادارہ کی سو سالہ خدمات کی تاریخ کو جانیں۔ جناب قاضی منصور عالم صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ نالندہ نے فرمایا کہ معاشرے میں بہت ساری خامیاں پائی جاتی ہیں، انہیں خامیوں کے پائی جانے کی وجہ سے ہم اخلاقی دیوالیہ پن کے شکار ہورہے ہیں، بارات میں جانے کو ہم معیوب نہیں سمجھتے، حالاں کہ وہ بھی معاشرہ کی بہت بڑی خرابی ہے، اپنے آپ کو اللہ سے قریب کریں، موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے، کبھی بھی آسکتی ہے، اس لیے اس کے لیے ابھی سے تیاری کریں، اپنے معاملات کو صاف و شفاف رکھیں، کبھی بھی اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہونچنے دیں۔ جناب مفتی آفتاب عالم قاسمی استاد دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ نے کہا کہ اپنی زندگی کو گناہوں سے پاک کریں، کیوں کہ گناہوں کی وجہ سے انسان نیک عمل کی توفیق سے محروم ہوجاتا ہے، انہوں نے لوگوں کے ذہن میں خدمت خلق کی اہمیت ڈالی، امارت شرعیہ کا اجمالی تعارف بھی کرایا،۔ اخیر میں قائد وفد کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔ اس موقع پر جملہ باشندگان کنہو لی و بر بیگہ ضلع شیخ پورہ نے پرزور استقبال کیا اور علماء کرام کے بیانات کو سنکر عہد کیا کہ ہم شریعت اسلامی کے مطابق زندگی گذار کر اپنے رب کو راضی کریں گے۔

## تعلیم کے بغیر قوموں کی ترقی ناممکن: مولانا سہیل احمد ندوی

### شیخ پورہ میں علماء امارت شرعیہ کا دعوتی و اصلاحی دورہ جاری

شیخ پورہ میں علمائے امارت شرعیہ کے وفد کا اصلاحی و دعوتی پروگرام روز بدھ کو ۹/بجے صبح میں ہرگاواں میں ، بعد نماز ظہر میر غیاث چک اور بعد نماز مغرب رمضان پور میں ہوا، پروگرام کی نظامت مولانا ظهیر الحسن شمسی رحمانی صاحب نے انجام دی، اس موقع پر قائد وفد حضرت مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نے فرمایا کہ آپ اپنے محلوں میں تعلیمی نظام کو مضبوط کیجئے کیوں کہ اسکے بغیر ہم ترقی نہیں کرسکتے چھوٹے چھوٹے بچوں کو مسجد میں اور دیگر جگہوں پر مکاتب قائم کرکے تعلیم کی زیور سے آراستہ کریں فی الوقت امارت شرعیہ تعلیم کے میدان میں بہت اہم کام کررہی ہے دینی ودنیاوی تمام طرح کی تعلیمات سے قوم کو آراستہ کرنے کا عزم امارت شرعیہ نے کیا ہے- اور دونوں طرح کے ادارے امارت شرعیہ کی نگرانی میں قائم ہیں اور کھولے جارہے ہیں۔ مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی قیادت میں تعلیم کے میدان میں انقلاب لانے کا مکمل ارادہ ہے اس کے بعد حضرت نے امارت شرعیہ کا موثر انداز میں تعارف کرایا، قاضی شریعت مولانا منصور عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ برادران وطن ہمارے لئے میدان عمل کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے ہمارے اوران کے درمیان فاصلہ نہیں بڑھنا چاہیے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہر اس چیز سے پرہیز کریں جس سے ہمارے اوران کے درمیان دوری بڑھے اور ہر اس چیز کا سپورٹ کریں جو اس پاک رشتے کو مضبوطی عطا کرے- مفتی آفتاب عالم قاسمی صاحب نے کہا کہ ہمارے تنزلی مختلف اسباب میں سے سب سے بڑا سبب اتحاد واتفاق کا فقدان ہے اس لئے اگر ہم ترقی کرنا چاہیے ہیں تو اتحاد واتفاق کی فضا قائم کریں، اس دورہ کا بڑا مقصد لوگوں کو اتحاد واتفاق کی راہ پر لانا اور محبت کا پیغام عام کرنا ہے۔ اپنے رشتوں کو اللہ سے مضبوط کریں اور ہرگز کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے امت میں ٹوٹ پیدا ہو، مولانا محمد ظهیر الحسن شمسی صاحب نے حالات حاضرہ سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اے لوگو اس بکھرے ہوئے حالات میں اپنے رب کی طاقت پر اس کی قوت پر مکمل یقین کرنے ، اپنے اعمال کو بنانے اور اللہ، رسول کے حکم کے مطابق زندگی گزارنے کی فکر کرنا چاہیے- مولانا سراج الدین صاحب نے نظم ونسق کو انجام دیا اخیر میں قائد وفد کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

اس وفد میں جناب مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے علاوہ قاضی منصور عالم قاسمی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ نالندہ، مولانا مفتی آفتاب عالم قاسمی استاد دار العلوم الاسلامیہ امارت شرعیہ پٹنہ، مولانا محمد ظهیر الحسن شمسی رحمانی ومولانا سراج الدین صاحب مبلغین امارت شرعیہ پٹنہ اور دیگر علاقائی علماء شامل ہیں۔

## متحد ہوکر زندہ قوم کی حیثیت سے زندگی گزاریں: مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

### لعل گنج ، ضلع ویشالی میں وفد امارت شرعیہ کا پر جوش استقبال

امارت شرعیہ کا ایک دعوتی وفد جب مورخہ ۲۳/دسمبر ۲۰۲۰ء کو ضلع ویشالی کے کمال پور، لعل گنج پہونچا، آبادی کے مسلمانوں نے وفد کا پر جوش اور عقیدت کے ساتھ استقبال کیا، اس موقع پر آبادی کی جامع مسجد میں ایک پروگرام کا انعقاد ہوا، پروگرام میں خطاب کرتے ہوئے امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ کا یہ دعوتی کارواں مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ کے حکم سے آپ کے ضلع کے دورہ پر ہے، اس دورہ کا مقصد عوام وخواص میں دینی، تعلیمی بیداری اور معاشرتی اصلاح کے سلسلہ میں فکرمندی پیدا کرنا اور موجودہ حالات میں ایک زندہ قوم کی حیثیت سے زندگی گزارنے کا طریقۂ عمل بتانا ہے اور امارت شرعیہ کی خدمات سے واقف کرانا ہے، انہوں نے موجودہ وقت میں کلمہ کی بنیاد پر ملت کے اتحاد کو مسائل کے حل کی شاہراہ بتاتے ہوءے کہا کہ امارت شرعیہ ملی وحدت کی ایک عظیم علامت ہے، اللہ نے ہمیں ایک امیر شرعی کے سایہ میں ملی اتحاد کا بہترین موقع دیا ہے، ضرورت ہے کہ ہم تمام طرح کی دوریوں کو ہٹا کر وحدت کی مضبوط دیوار بن جائیں، ذات برادری، رنگ ونسل کے جھگڑے ختم کریں، ایسا معاشرہ بنائیں جس میں ہر شخص امن واطمینان اور عزت واحترام محسوس کرے، دوسروں کی جان ومال اور عزت وآبرو کی بہر حال حفاظت کریں، اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت اور چغلی سے محفوظ کریں، کیوں کہ ان چیزوں سے سماج میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ امارت شرعیہ کے معاون ناظم جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کے پیغام سے حاضرین کو روشناس کراتے ہوئے کہا کہ اس وقت بڑی ضرورت نئی نسل کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت ہے، نئی نسل کو برباد کرنے کی جو آندھیاں چل رہی ہیں، اس میں اگر ماں باپ اور سماج کے ذمہ داران نے اس کی فکر نہیں کی تو آنے والے دنوں میں شاید ان کا اسلام پر باقی رہنا مشکل نہ ہوجائے۔ انہوں نے امارت شرعیہ کے شعبہ جات کا جامع تعارف کراتے ہوئے کہا کہ قائم مقام ناظم امارت شرعیہ مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب ودیگر ذمہ داروں کی مسلسل محنتوں سے اس کا دائرہ وسیع ہورہا ہے۔ جناب مولانا عبد اللہ انس قاسمی صاحب معاون قاضی امارت شرعیہ نے اسلامی رواداری اور آپسی حقوق کی پاسداری کی تلقین کی اور وراثت کے معاملہ میں شرعی قوانین پر عمل کی طرف متوجہ کیا، مولانا محی الدین رحمانی صاحب نے نظامت کی ذمہ داری نبھائی، مولانا شعیب عالم قاسمی نے پروگرام کے نظم میں حصہ لیا۔

## محبت اور حسن اخلاق کے ذریعہ نفرت کی آگ بجھائیں: مفتی محمد سہراب ندوی

امت مسلمہ پوری انسانیت کے لئے ایک نافع امت ہے، یہ پوری انسانیت کی صلاح وفلاح کے لئے زندہ رہنے والی قوم ہے، اس کی ذمہ داری ہے کہ خود غرضی کے موجودہ ماحول میں عملی طور پر اپنی نافعیت ثابت کرے، قدرت کا اصول ہے کہ جو چیز نافع بخش ہوتی ہے اس کی بقاء کی تاریخ خود بخود طویل ہوجاتی ہے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے نائب ناظم مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے مورخہ ۲۴/دسمبر ۲۰۲۰ء کو ویشالی کے کمن چھپرہ میں خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے مزید کہا کہ اس وقت ملک کے اندر بڑے پیمانہ پر فرقہ پرستی اور مذہبی منافرت کو ہوا دی جارہی ہے، اور مسلمانوں کو خاص طور پر اس نفرت کا نشانہ بنایا جارہا ہے، ایسے حالات میں ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے پیغمبر کی زندگی سے سبق لیں، اعمال کی درستگی اور محبت اور حسن اخلاق کے پانی سے نفرت کی آگ کو بجھائیں، حضرت امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کے حکم سے امارت شرعیہ کا یہ دعوتی قافلہ انہیں پیغامات کو عام کرنے کے لئے ضلع ویشالی کے مختلف مواضعات کا دورہ کررہا ہے، اس موقع پر شاہ میاں رہوا میں منعقد اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے کہا گیا کہ صالح افراد، صالح خاندان اور صالح معاشرہ کی تعمیر اس خیر امت کی اولین ذمہ داری ہے، اس لئے ہر مسلمان خیر امت کا ایک فرد ہونے کے ناطے اس بات کا عہد کرے کہ وہ اپنی ذات، اپنے گھر اور اپنے معاشرے کی اصلاح کے لئے عملی کوشش کرے گا، معاون ناظم جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب نے دونوں جگہ عوام وخواص کو دورہ کی اہمیت، امارت شرعیہ کی خدمات اور موجودہ وقت میں امارت شرعیہ کے بڑھتے قدم کا تعارف کرایا اور کہا کہ امارت شرعیہ ملت ہندیہ کے سروں پر رحمت الٰہی کا عظیم سایہ ہے، جس کی قدردانی ہر مسلمان کی ایمانی ذمہ داری ہے، حضرت امیر شریعت کی ہدایت کے مطابق قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب اور دیگر ذمہ داران مستعدی سے امارت شرعیہ کے پلیٹ فارم سے قوم وملت کی خدمت انجام دے رہے ہیں، جناب مولانا عبد اللہ انس قاسمی صاحب معاون قاضی شریعت نے حقوق العباد کے موضوع پر موثر گفتگو کی اور کہا کہ عبادات کی کوتاہی اللہ کے نزدیک قابل معافی ہے، مگر حقوق العباد کی کوتاہی بغیر بندہ کی معافی کے معاف نہیں ہوسکتی، دنیا ہماری عبادتوں کو نہیں معاملات کو دیکھتی ہے، آج ہمارے معاملات کی خرابیوں سے ہماری مذہبی عزت ووقار مجروح ہورہے ہیں، اور یہ آخرت میں بھی وبال جان بنیں گے، اس لئے ہر مسلمان کو اپنی عبادتوں کے ساتھ اپنے معاملات کی اصلاح پر توجہ دینی چاہئے، ان پروگراموں میں دینی مکاتب کے قیام کی تحریک بھی کی گئی، دینی وسماجی وتعلیمی حالات کا جائزہ بھی لیا گیا اور ضروری مشورے بھی دیئے گئے، نظامت مولانا محی الدین رحمانی نے کی اور مولانا شعیب عالم قاسمی نے شکریہ کے کلمات کہے۔

## ضلع گڈا اور بانکا میں امارت شرعیہ کا اصلاحی ودعوتی دورہ جاری

مولانا سہیل اختر قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ کی قیادت میں اس وقت امارت شرعیہ کا ایک موقر وفد ضلع بھاگل پور، بانکا اور ضلع گڈا (جھارکھنڈ) کے دعوتی واصلاحی دورے پر ہے، اس وفد میں مولانا مفتی شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت دار القضا امارت شرعیہ، مولانا عبد الحئ زاہد استاذ دار العلوم امارت شرعیہ، مولانا مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگل پوری معاون قاضی امارت شرعیہ، مولانا عبد الباری راہی ومولانا ارشاد عالم رحمانی مبلغین امارت شرعیہ شریک ہیں۔ یہ اصلاحی ودعوتی دورہ ۹/دسمبر ۲۰۲۰ء سے شروع ہوا ہے اور ۲۸/دسمبر تک جاری رہے گا، امارت شرعیہ کے اس وفد نے ضلع بھاگل پور کے سنہولہ بلاک، بانکا کے دھوریہ بلاک اور گڈا کے بسنترائے بلاک کے متعدد گاؤں میں منعقد عام اجلاسوں سے خطاب کیا اور امارت شرعیہ کا پیغام عوام وخواص تک پہونچایا۔

# بقیات

**بقیہ۔ دعوت دین کے عصری تقاضے ......**

موجودہ دور کی تمام تر فکری گمراہیاں جن کے ڈانڈے الحاد سے جا ملتے ہیں، انہیں علوم کے راستوں سے آئے ہیں، ان علوم سے واقفیت دعوتی نصاب کا ایک اہم حصہ ہے، فلسفے کی کتابوں نے مدارس کے فضلا کو خیالی اڑان تو عطا کی؛ لیکن ان علوم سے عدم آگہی نے ان کو اپنے گرد وپیش سے بے خبر کر دیا۔

دعوت دین کے عمل میں ایک اہم رکاوٹ مسلکی تنازع اور کش مکش ہے، ہمارا دعوتی احساس ہمیں خارجی دنیا سے جوڑتا ہے، ہمیں دشمنوں کو دوست بنانے کی ترغیب دیتا ہے؛ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے درمیان اس احساس کی جگہ دوسرے منفی احساس نے لے لی ہے، یعنی یہ کہ سب سے پہلے مسلمانوں کو ہی مسلمان بنانے کی کوشش کرنی چاہئے، کیوں کہ وہ جس اسلام کے حاملین میں سے ہیں وہ ہمارے تصور دین سے متصادم ہے، یہ فکر دراصل باہمی کش مکش کا پیش خیمہ ہے، جس نے موجودہ دور میں اسلامک اکٹوزم کو شدید نقصان پہونچایا ہے۔

اس ضمن میں ایک اہم مسئلہ اسلامی عقائد وافکار اور نظریات ووسائل کے عصری انطباق کا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی عقائد ونظریات کو تسلیم شدہ حقائق ودلائل کی روشنی میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ یہ نظریات انہیں آج کی کارآمد چیز محسوس ہوں نہ کہ کل کی ازکاررفتہ۔ اس سلسلہ کی اہم ضرورت جدید سائنس اور فلسفہ کی بنیاد پر جدید علم کلام کی تشکیل وترتیب ہے، یونانی فلسفہ کے بطن سے نکلا ہوا علم کلام جس پر اساتذہ دادِ تحقیق وتقریر دیتے اور طلبہ سر دھنتے ہیں، اپنی معنویت صدیوں قبل کھو چکا ہے، امام غزالی سے لے کر اب تک فکر اسلامی کا یہ باب تشنہ نظر آتا ہے۔ دور جدید میں برصغیر میں اس کی باضابطہ فکر کرنے والے اور اس کے اصولوں کو مرتب کرنے کی کوشش کرنے والے سرسید احمد خان ہیں، حقیقتاً یہ سہرا انہیں کے سر جاتا ہے، لیکن سرسید کی کوششوں کو مقبولیت حاصل نہ ہو سکی، اس لیے ان کے یہاں اسلام کے مسلمہ فکری ڈھانچے کے تعلق سے ایک قسم کی بغاوت کا ذہن پایا جاتا تھا، انہوں نے ایسی چیزوں کو بھی اس حوالے سے مسترد کرنے اور اسلام کے عقائد ونظریات سے غیر وابستہ ثابت کرنے کی کوشش کی جن کو مسترد کرنا بلاشبہ اسلامی عقائد کے ایک بڑے حصے کو مشتبہ کر دیتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اب دعوت کے اصول ومبادی کو ایک مکمل مضمون کی شکل میں نصاب درس کا جز بنائے جانے کی ضرورت ہے، ابھی حد سے بڑھی ہوئی اصولی وفقہی موشگافیوں میں یہ مضمون بالکل دب کر رہ جاتا ہے، امت کے وسیع تر مفاد میں اب ان مباحث کو سمیٹ کر دعوت کے مضامین پر ارتکاز کی ضرورت ہے، ہندوستان میں دعوت کے جو امکانات پوشیدہ ہیں ان سے اہل مدارس واقف ہیں، دراصل ان کا ''عارفانہ تجاہل'' ان امکانات کو عمل میں لائے جانے میں حائل ہے، کیا وجہ ہے کہ مثال کے طور پر دار العلوم دیوبند جیسے ادارے میں ابتدا میں ہندو بچے تک پڑھتے تھے۔ (تاریخ دار العلوم: ۱/۱۹۴) لیکن اب دوسرے مسلک کے مسلمان بھی یہاں تعلیم پانے سے قاصر ہیں، یہ محض دعوتی مزاج کی کمی کا ہی نتیجہ ہے، اگر ہندوستان کے مدارس ملک کی پسماندہ ذاتوں کو ایک مکمل حکمت عملی کے تحت خود سے قریب کریں، عیسائی مشنریز کی طرح وہ بھی خواندگی کو عام کرنے کی مہم کو اپنے دعوتی پلان میں شامل کر لیں تو اس کے نہایت خوش آئندہ اثرات ونتائج سامنے آئیں گے۔

دعوت دین کے طریقہائے کار یا اس کے وسائل کی معرفت کے ذیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کو پیش نظر رکھنا چاہئے جو آنے والے زمانے کے بارے میں پیشین گوئی کے طور پر بیان کی گئی ہے کہ آنے والے وقتوں میں اسلام کا حکم دنیا کے ہر کچے پکے گھر (کل بیت وبر و مدر) میں داخل ہو جائے گا۔ موجودہ عہد میں حیرت انگیز سائنسی پیش رفت اور وسائل دعوت کے تنوع، قوت اور کثرت کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ مذکورہ حدیث میں جس عہد کی پیشین گوئی کی گئی تھی وہ یہی عہد ہے، پچھلی ایک صدی میں یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا تینوں براعظموں پر اسلام کو جس معجزانہ رفتار وقوت کے ساتھ پھیلاؤ حاصل ہوا، وہ اس کی ایک بین شہادت ہے۔

اہل مدارس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جدید وسائل دعوت سے ہم آہنگ ہوں، انہیں ان کے استعمال کی قدرت و صلاحیت ہو، اگر وہ یہ قدرت حاصل کر لیں تو وہی آلات ووسائل جو اسلام کے ہدم وتخریب کا ذریعہ تصور کیے جاتے ہیں، تعمیر وتوسیع کا ذریعہ بن جائیں گے۔ الغرض موجودہ عہد میں عالمی سطح پر دعوتی ذمہ داریوں کو انجام دینے کے لیے ایک مکمل دعوتی نصاب ونظام کی تشکیل کی ضرورت ہے۔ نصاب میں مذکورہ بالا نکات وتفصیلات کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف اور متعدد نئے مضامین کے تعارف وشمولیت کی ضرورت پڑے گی، جیسے مذاہب کا تقابلی مطالعہ، مختلف تہذیبوں، طبقات اور گروہوں کے مزاج وخصوصیات سے آگہی، مقامی وبین اقوامی زبان یا زبانوں سے آشنائی، دعوت کے سابقہ تجربات سے استفادہ کے لیے ان کا مطالعہ وتجزیہ وغیرہ۔ عالم عرب کی بعض جامعات ومعاہد میں اس سلسلہ میں اچھی کوششیں کی جا رہی ہیں، ان کو نگاہ میں رکھ کر ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

انگلش اور عربی میں اس موضوع پر کئی تحقیقی کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں، بعض کا ترجمہ اردو میں بھی ہوا ہے، مدارس کو انہیں ''ضالۃ المؤمن'' سمجھ کر اپنانا اور سینے سے لگانا چاہئے۔ دعوتی مقاصد کے لیے نصاب میں ضروری تبدیلیوں کے ساتھ نظام کی سطح پر بھی شروع سے اخیر تک ایسے ماحول کی تشکیل ضروری ہے، جس میں داعیانہ مزاج کی پرورش و پرداخت ہو سکے اور اس کی صفات طلبہ وفضلائے مدارس کے اندر پیدا ہو سکیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دعوت دین کے میدانوں میں زیادہ سے زیادہ سرگرم ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

**بقیہ کمسن سپہ سالار ......** کم سن سپہ سالار اسامہ اپنا لشکر لے کر شام کی سرحد پر بلقا کے مقام پر پہنچ گئے یہی وہ جگہ تھی جہاں تین سال پہلے آپ کے بہادر والد زید رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا تھا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ چالیس دن تک وہاں ڈیرے ڈالے رہے، لیکن دشمن مقابلے پر نہ آیا، تو آپ واپس تشریف لے آئے، اسامہ رضی اللہ عنہ کی یہ یلغار بالآخر شام کی فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں ذی قصبہ کے مقام پر جنگ کے لئے گئے تو اسامہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر آپ کے ہی گھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو بصرہ اور کئی اہم مقامات پر بھیجوایا تاکہ وہاں کے سیاسی نشیب وفراز سے خلیفہ کو آگاہ کر سکیں۔ آپ ۵۴ھ میں ''جرف'' کے مقام پر فوت ہوئے اور مدینہ میں دفن کئے گئے۔ محدثین کی نظر میں اسامہؓ کا مقام بہت بلند ہے۔ زہد وعبادت، صبر وتحمل، ایثار وقربانی، اور سمجھ بوجھ میں آپ اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ اپنے فرائض نہایت محنت، دیانت اور تندہی سے سرانجام دیتے، جو بھی آپ کے سپرد کئے جاتے، آخری عمر میں آپ نے خاموشی اختیار کر لی اور صرف اسی کام میں دخل دیتے، جس کے بارے میں آپ سے مشورہ طلب کیا جاتا۔ یا جو کام آپ کے کندھوں پر ڈال دیا جاتا۔

## اعلان مفقود الخبری

### معاملہ نمبر ۲۵/۳۱۵/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ کلداس پور کٹیہار)

**فریدہ خاتون بنت محمد فیض الدین مقام کچنہ ڈاکخانہ بٹنہ وایا بارسوئی گھاٹ ضلع کٹیہار۔ فریق اول**

**بنام**

**محمد انظار ولد محمد ہارون مقام چونی ٹولہ ڈاکخانہ بالوپارہ وایا بارسوئی گھاٹ ضلع کٹیہار۔ فریق دوم**

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء کلداس پور کٹیہار میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴/جمادی الاخری ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸/جنوری ۲۰۲۱ء روز جمعرات بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

### معاملہ نمبر ۲۳/۳۱۳/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ کلداس پور کٹیہار)

**تاجو خاتون بنت شیخ ذوالفقار مقام بلتر ڈاکخانہ بارسوئی ضلع کٹیہار۔ فریق اول**

**بنام**

**شکور محمد ولد محمد طیب مقام بلتر ڈاکخانہ بارسوئی ضلع کٹیہار۔ فریق دوم**

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ کلداس پور کٹیہار میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴/جمادی الاخری ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۸/جنوری ۲۰۲۱ء روز جمعرات بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

### معاملہ نمبر ۱۱/۱۰۰/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ چتر پور، رام گڑھ)

**طلعت پروین بنت عبدالقدوس مقام رحمت نگر، چتر پور رام گڈھ۔ فریق اول**

**بنام**

**طیب انصاری ولد سراہیم انصاری مقام مہوا ٹولہ ڈاکخانہ بھرکنڈہ، رام گڈھ۔ فریق دوم**

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ چتر پور میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۱/جمادی الاخری ۱۴۴۲ھ مطابق ۴/فروری ۲۰۲۱ روز جمعرات بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

### معاملہ نمبر ۱۰/۱۵۳/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ دھرم پور سمستی پور)

**نہا پروین بنت بنت محمد زبیر عالم مقام وڈاکخانہ مادھو پور دیگھروا، ضلع سمستی پور۔ فریق اول**

**بنام**

**محمد سجاد ولد محمد ممتاز، مقام چک فاطمہ، ڈاکخانہ مادھو پور دیگھروا، ضلع سمستی پور۔ فریق دوم**

**اطلاع بنام فریق دوم**

معاملہ ہذا میں فریق اول نہا پروین نے آپ فریق دوم محمد سجاد کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ دھرم پور، سمستی پور میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۳/جمادی الاخری ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۷/جنوری ۲۰۲۱ء روز بدھ بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

طب و سائنس

# چھوٹے بچوں کو سردی سے بچائیے

بچے بھلا کسے اچھے نہیں لگتے ،گھر کی رونق بچوں کے دم سے ہی ہوتی ہے۔بچوں کی زندگی کا ابتدائی زمانہ کس قدر دلچسپ ہوا کرتا ہے،اس سے سارے والدین اچھی طرح واقف ہیں۔بچے کی ہر ہر ادا دل کو بھاتی ہے،اسی طرح اس کی چھوٹی سی تکلیف بھی دن رات کا آرام وسکون ختم کر دیتی ہے۔ویسے تو ہرموسم میں بچوں کی دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے،کیونکہ موسم کے اُتار چڑھاؤ بچوں پر جلد اثر انداز ہوتے ہیں۔تاہم سردیوں کا موسم بچوں کی صحت پر دیگر موسموں کے مقابلے میں زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔سردیوں میں نزلہ،زکام،کھانسی اور بخار جلد ہی ان پر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔سردیوں میں ناک بند ہونا،الرجی،خارش اور نمونیا جیسے امراض میں شدت آجاتی ہے۔زیادہ ٹھنڈک کی وجہ سے ناک،کان،حلق،ٹانگوں اور پسلیوں کی تکلیف میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔چھوٹے بچے سرد موسم کی سختی کو برداشت نہیں کرپاتے ،لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ موسم سرما میں ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں،جن کے سبب ان بیماریوں کی روک تھام ممکن ہو سکے۔نزلہ بخار کی شدت کی وجہ سے نمونیا ہوسکتا ہے،جس کی وجہ سے بچوں کی پسلیاں چلنے لگتی ہیں اور انہیں سانس لینے میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔چھوٹے بچوں کے پاؤں،سر اور سینے کو خاص طور پر گرم کپڑوں سے ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔بڑے بچوں کو بھی اسی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کہ انہیں مناسب گرم کپڑے پہنائے جائیں۔انھیں ٹھنڈے پانی کے ستعمال سے دور رکھا جائے ،بازار کی اشیاء جیسے کہ پاپڑ،ٹافیوں اور چاکلیٹ وغیرہ سے دور رکھا جائے کیونکہ اس سے گلے اور سینے میں انفیکشن ہوسکتا ہے۔جب بچوں کو نہلانا ہو تو نیم گرم پانی سے نہلائیں۔اس موسم میں شہد کا استعمال بھی مفید ہے۔اُبلے ہوئے انڈے کی زردی بھی فائدہ مند ہے۔چھوٹے بچوں کو انڈے کی کچی پکی زردی چٹائی جائے اور بڑے بچوں کو اُبلے ہوئے انڈے کے ساتھ نیم گرم دودھ دیا جائے۔کوشش کی جائے کہ شروع ہی سے ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں کہ اینٹی بائیوٹک دینے کی نوبت ہی نہ آئے۔زیادہ اینٹی بائیوٹک دوائیں بچوں کی قوت مدافعت کو مزید کمزور کر دیتی ہیں،جس سے بیماریوں کے خطرات مزید بڑھ جاتے ہیں۔بچوں کو سوتے وقت شہد دینا انہیں بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے جبکہ سردیوں میں کھجوروں کا استعمال سردی کے اثرات کو کم کرنے میں مفید ہے۔یوں تو ہر موسم میں ہی بچوں کی مالش پابندی سے کرنی چاہیے،لیکن موسم سرما میں بچوں کی جلد کو اضافی توجہ اور دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے۔نیم گرم پانی سے غسل کے بعد سرسوں کے تیل سے بچوں کی مالش کی جائے ،یہ مالش ان کی جلد کو قوت بخشے گی۔جلد جسم کا حساس ترین حصہ ہے اور بچوں کی جلد تو بہت ہی نرم و نازک ہوتی ہے،اسی لئے شروع سے اس کی حفاظت کی جائے۔بچپن سے ہی ان باتوں پر توجہ دینے کے نتیجے میں بچے صحت کے مختلف مسائل میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں گے۔ذرا سی توجہ کی بدولت ابتدا ہی میں کئی مسائل سے بچا جا سکتا ہے۔بچوں کی مالش پانچ سال کی عمر تک باقاعدہ کی جانی چاہیے۔جو مائیں بچوں کو دودھ پلاتی ہیں،انہیں خود بھی بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔لہٰذا وہ سردیوں میں ٹھنڈے پانی،ٹھنڈے مشروبات اور ٹھنڈی چیزوں سے گریز کریں۔مائیں خود بھی گرم کپڑے پہنیں اور خشک میوہ جات کو اپنی خوراک کا حصہ بنائیں کیونکہ ماں تندرست رہے گی تو بچہ بھی تندرست رہے گا۔سردیوں میں اس بات کا بھی خصوصی خیال رکھنا ضروری ہے کہ بچے کا بستر زیادہ دیر گیلا نہ رہے،ورنہ وہ بیمار پڑ سکتا ہے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ بچے کی نیند کے دوران اس کا ڈائپر دیکھتی رہیں،اگر وہ گیلا ہو گیا ہو تو اسے تبدیل کر دیں۔سرد ہواؤں اور جاڑوں میں فقط تھوڑی سی احتیاطی تدابیر کے ذریعے ماں بچے کو بیمار ہونے سے بچا سکتی ہے۔ذیل میں اسی حوالے سے کچھ کارآمد ٹپس بتائی جارہی ہیں جنہیں اپنا کر مائیں بچوں کو سردی سے محفوظ اور صحت مند رکھ سکتی ہیں۔بچے کو روزانہ صاف ستھرا کریں۔سردیوں میں بچے کو نیم گرم پانی سے نہلائیں۔اس سے قبل کسی معیاری بے بی آئل سے بچے کے جسم کا اچھی طرح مساج کریں۔غسل کے بعد بچے کو کچھ دیر کے لئے دھوپ میں بٹھائیں۔بچے کو وقفے وقفے سے نیم گرم پانی دیتی رہیں،تاکہ جسم میں پانی کی کمی نہ ہو۔ٹھنڈ سے بچانے کے لئے بچے کو تھوڑی مقدار میں شہد دیں۔ہر وقت ہیٹر آن نہ رکھیں۔اس سے بچے کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔رات میں بچے کو خشک ڈائپر پہنائیں۔سرد موسم میں جلد کی حفاظت کے لئے بچے کی ایکسٹرا کیئر کرنی ضروری ہے۔سرد موسم جلد کو خشک کر دیتا ہے،جس کی وجہ سے جلد میں خارش ہونے لگتی ہے اور جلد میں نمی کم ہو جاتی ہے۔کچھ حفاظتی تدابیر اپنا کر مذکورہ بالا مسائل سے بچا جا سکتا ہے۔بچے کو غسل دینے کے بعد فوراً باہر لے کر نہیں جائیں۔غسل کے بعد بچے کے پورے جسم پر موئسچرائزر کا استعمال کریں،تاکہ بچے کے جسم میں نمی کی کمی نہ ہو۔سر سے پاؤں تک لوشن کا استعمال کریں۔سرد موسم میں بچے کو گرم ملبوسات پہنانا چاہیے،مگر یہ اس قدر گرم نہ ہوں کہ پسینہ آنے لگے۔بے بی جلد کی مناسبت سے نرم،گرم ملبوسات صحیح رہتے ہیں،کیونکہ سرد موسم میں بچے کی جلد اور بھی نرم ہو جاتی ہے۔

## ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

### عیسائی بھی فرقہ پرستوں کے نشانہ پر

تبدیلی مذہب کے نام پر مسلمانوں کو حراساں اور پریشان کیے جانے کا معاملہ ابھی تھما نہیں تھا کہ اب ملک میں عیسائیوں کو بھی تبدیلی مذہب کے نام پر نشانہ بنائے جانے کا معاملہ سامنے آیا ہے، بتایا جاتا ہے کہ اتر پردیش کے گریٹر نوئیڈا میں پولیس نے ۴/افراد کو مذہب تبدیل کرنے کے الزام میں گرفتار کیا ہے،ملزمان میں ایک غیر ملکی خاتون بھی شامل ہے، جس کا تعلق جنوبی کوریا سے ہے اور اسے سرغنہ کہا جارہا ہے، الزام ہے کہ یہ لوگ گریٹر نوئیڈا کے قصبہ سورج پور میں کسی ہندو پریوار کے ممبران کا مذہب تبدیل کرانے پہنچے تھے، پولیس نے اس سلسلے میں ۴/افراد کو حراست میں لیا ہے، پولیس کے بقول تفتیش کے دوران پتہ چلا ہے کہ سال بھر کے اندر ایک درجن سے زیادہ لوگوں کا مذہب تبدیل کرا چکے ہیں، لاک ڈاؤن کے دوران بھی ملزمان اس سرگرمی میں ملوث تھے۔ملزم معاشی طور پر کمزور طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کو لالچ دے کر انہیں ہندو سے عیسائی مذہب میں داخل کرتے تھے، نیز پولیس یہ بھی الزام لگارہی ہے کہ چار افراد ہفتے کی صبح سورج پور شہر پہنچے اور مالی طور پر کمزور ایک ہندو خاندان کو پیسے دے کر مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کرنے لگے مگر وہ لوگ تیار نہیں تھے، بات آگے بڑھی تو اس معاملے کی اطلاع پولیس کو دی گئی ہے، پولیس نے چار ملزمان کو موقع سے گرفتار کرلیا۔

### پرامن احتجاج کسانوں کا حق

جسٹس شرد اروند بوبڑے، جسٹس اے ایس بوپنا اور جسٹس وی سبرامنیم کے بینچ نے کہا کہ زرعی اصلاحات قوانین کے خلاف اگر کسان ناخوش ہیں تو انہیں احتجاج کا حق حاصل ہے، بشرطیکہ یہ پرتشدد نہ ہو، بینچ نے کہا کہ اس طرح کے مظاہرے روکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے، اس لئے پولیس کسانوں پر طاقت کا استعمال نہ کرے، لوگوں کے انسانی حقوق کی بھی پامالی نہیں ہونی چاہئے، چیف جسٹس نے کہا کہ دہلی کو بلاک کرنے سے شہر کے لوگ بھوک کی طرف بڑھ سکتے ہیں، آپ کا (کسانوں کا) مقصد بات چیت سے پورا ہوسکتا ہے، صرف دھرنے پر بیٹھنے سے نہیں چلے گا بینچ نے کہا کہ وہ فی الحال قوانین کی جوازیت طے نہیں کرے گا، بلکہ وہ مظاہرے کے حق پر غور کرے گا۔

### بے گھر غریبوں کو جلد ملے گا کثیر منزلہ آشیانہ

وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے خود انحصار بہار کے سات عزائم پارٹ ۲ کے تحت شہری ترقیات ورہائش محکمہ سے نافذ ہونے والے منصوبوں کا جائزہ لیا، جائزہ میٹنگ میں شہری ترقیات ورہائش محکمہ کے سکریٹری مسٹر آنند کشور نے خود انحصار بہار کے سات عزائم ۔۲ کے تحت محکمہ سے منسلک منصوبوں کے بارے میں پرزنٹیشن دیا، پرزنٹیشن میں تمام شہروں اور اہم ندی کے گھاٹوں پر بجلی، سمشان گھاٹ، موکش دھام کی تعمیر کرانا، تمام شہروں میں اسمارٹ واٹر ڈرینج سسٹم کو فروغ دینا، ترقی یافتہ شہر منصوبہ کے تحت ٹھوس اور نرم کچرا منیجمنٹ ، شہری بے گھر غریبوں کے لیے کثیر منزلہ عمارت بنا کر ان کی رہائش کا انتظام کرنے کے بارے میں تفصیلی جانکاری دی، سماجی فلاح محکمہ کے ایڈیشنل چیف سکریٹری مسٹر اتل پرساد نے اولڈ ایج ہوم کی تعمیر، آشرم کے مقامات کے بہتر منیجمنٹ اور چلانے کے نظام کے بارے میں پرزنٹیشن دیا، جائزہ کے دوران وزیر اعلیٰ نے کہا کہ شہروں میں رہ رہے بے گھر غریب ، بے زمین کی رہائش کے لیے کثیر منزلہ عمارت کی تعمیر کے لیے ورک پلان بنا کر تیزی سے کام کریں، انہوں نے کہا کہ معمر لوگ امیر ہوں یا غریب جن کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہے، ان کے لیے تمام شہروں میں اولڈ ایج ہوم کی تعمیر تیزی سے کی جائے، ان اولڈ ایج ہوم پر کھانے ، میڈیکل سہولتوں کے ساتھ ساتھ دیگر ضروری سہولتوں کے لیے مکمل انتظام ہوگا، اولڈ ایج ہوم کو محکمہ اپنی سطح سے چلائے گا۔

### ہندوستان ایک کروڑ سے زائد کورونا کیسیز والا دنیا کا دوسرا ملک

کورونا وائرس کے مسلسل کیسز کی مجموعی تعداد ایک کروڑ سے تجاوز کر گئی ہے اور ہندوستان اس اعداد وشمار کو عبور کرنے والا دنیا کا دوسرا ملک بن گیا ہے، حالانکہ اچھی بات یہ ہے کہ اب ملک میں متاثرین کی رفتار کم ہوگئی ہے اور زیر علاج مریضوں کی تعداد بھی کم ہوکر تین لاکھ رہ گئی ہے، اب تک امریکہ میں 1.74 کروڑ سے زیادہ کیسز رپورٹ ہوئے ہیں اور اب ہندوستان بھی ایک کروڑ کی تعداد کو عبور کر چکا ہے، برازیل دنیا بھر میں تیسرے مقام پر ہے اور یہاں اب تک 71.62 لاکھ متاثرین ہوچکے ہیں، لیکن ان دونوں ممالک میں ہندوستان کے مقابلہ میں کورونا وائرس کووڈ-19 سے کہیں زیادہ اموات ہوئی ہیں، امریکہ میں 3.13 لاکھ، برازیل میں 1.85 لاکھ جب کہ ہندوستان میں 1.45 لاکھ ہلاکتیں ہوئی ہیں۔

### جولائی تک نہیں کھلیں گے دہلی کے اسکول

کورونا وبا کی وجہ سے نو ماہ سے ملک میں اسکول، کالج اور دیگر تعلیمی ادارے بند ہیں، کئی ریاستوں میں تمام شرائط کے ساتھ 9ویں اور 12ویں تک کے اسکول کھولے گئے ہیں، اس دوران دہلی حکومت اسکول کھولنے پر غور نہیں کر رہی ہے، حکومت کی طرف سے موصول اطلاعات کے مطابق دہلی میں جولائی سے پہلے اسکول کے کھلنے کا امکان نہیں ہے۔ اسی لئے کہا جارہا ہے کہ ۲۲-۲۰۲۱ء کے تعلیمی سیشن میں نرسری میں داخلہ منسوخ کیا جاسکتا ہے، دہلی کے وزیر تعلیم منیش سسودیا نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ دہلی میں جولائی سے پہلے اسکول کھولنے کا امکان بہت کم ہے، وزیر تعلیم نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر ہم فروری تک لوگوں کو ویکسین دینا شروع کر دیں تب بھی اسکول کھولنے کا فیصلہ فوری طور پر نہیں لیا جاسکتا، منیش سسودیا نے کہا کہ ہمیں ابھی بھی اس سمت میں کام کرنا ہے کہ اساتذہ اور بچوں کو خطرے میں ڈالے بغیر امتحانات کا انعقاد کیسے کیا جائے۔

Volume:60/70,Issue:51 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqeeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

ہزار بار جو مانگا کرو تو کیا حاصل
دعا وہی ہے جو دل سے کبھی نکلتی ہے
(داغؔ دہلوی)

# موساد کی سرگرمیوں پر ایک نظر

## محمد ابراھیم سجاد تیمی

۱۹۵۰ء میں جب آئزن ہاور انتظامیہ نے ''ایٹم برائے امن'' (Atoms for peace) پروگرام کے تحت کئی ممالک کے ساتھ ایران کو بھی ایٹم کا علمی تحفہ دیا اور پھر جانسن انتظامیہ نے اسے ایک عشرے کے بعد ایک چھوٹا سا نیوکلیئر ریسرچ ری ایکٹر قائم کر دیا، تب سے ایران میں ایٹمی تحقیقات شروع ہوئیں، اس وقت سے لے کر اب تک ساٹھ سال کی مدت کے دوران، اسرائیل، ہندستان، پاکستان اور شمالی کوریا ایٹم بم بنا چکے ہیں مگر ایران چوں کہ مذہبی نقطۂ نظر سے بھی ایٹمی ہتھیاروں کو عام ہلاکت کے ہتھیار سمجھتا ہے، اس لیے اس نے خود ایسا ہتھیار اب تک نہیں بنایا، وہ ہمیشہ یہی کہتا رہا ہے کہ اس کا ایٹمی پروگرام پر امن مقاصد کے لیے ہے اور ایٹمی ہتھیار بنانا اس کے مقاصد میں شامل ہی نہیں ہے، اگر مغربی ملکوں کی بات پر ہی یقین کریں تو جس رفتار سے ایران کا ایٹمی پروگرام چل رہا ہے، وہ کم از کم ۲۰۳۱ء سے پہلے ایٹمی ہتھیار نہیں بنا سکے گا، لیکن سپر طاقتوں کو اس کی اس بات پر اعتماد نہیں ہے، اس لیے اسے بہانہ بنا کر اس پر انسانیت سوز پابندیاں عائد کرتی رہی ہیں، اس معاملے میں امریکہ اور اسرائیل ہمیشہ اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں، ان دونوں کو ہی ایرانی ایٹمی پروگرام سب سے زیادہ کھٹکتا رہا ہے اور وہ اسے سبوتاژ کرنے کی مسلسل کوششیں کرتے رہے ہیں، خصوصاً اسرائیل نے ایرانی ایٹمی پروگرام کو نیست و نابود کرنے کے مقصد سے ہر وہ حربہ اختیار کیا ہے جو اس سے بن پایا ہے، گزشتہ دنوں، ممتاز نیوکلیائی سائنس داں محسن فخری زادہ کا بے رحمانہ اور غیر انسانی قتل اسی طویل سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

جب ۲۷/نومبر روز جمعہ کو ایران کے ممتاز نیوکلیائی سائنس داں محسن فخری زادہ کو نادیدہ افراد نے انتہائی ہائی ٹیک انداز میں قتل کر دیا تو دنیا والوں کو ۳۰/اپریل ۲۰۱۸ء کا وہ دن شدت سے یاد آ گیا، جس دن صیہونی ریاست اسرائیل کے وزیر اعظم بنجامن نیتن یاہو نے ٹیلی وژن کیمروں کے سامنے آ کر اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد کے ایک ہائی پروفائل چوری کے کارنامے کو بہت فخریہ انداز میں بیان کیا تھا، اس چوری کی واردات کو تہران کے ایک خفیہ ویئر ہاؤس میں انتہائی مہارت کے ساتھ ۳۱/جنوری ۲۰۱۸ء کی رات میں صرف ۶/گھنٹے ۲۹/منٹ میں بالکل فلمی انداز میں انجام دیا گیا تھا، نیتن یاہو نے کہا تھا کہ تل ابیب سے ۱۹۵۰/کلومیٹر دور واقع تہران سے موساد کے جانباز ایران کا دل چرا لائے ہیں، یاہو نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ موساد کے جانبازوں نے ایران کے ایٹمی پروگرام سے متعلق پانچ ہزار بے حد خفیہ دستاویزات اور ۱۸۳/کٹس جن میں نہایت اہم ویڈیوز اور خفیہ نقشے تھے، چرا کر لانے میں کامیابی حاصل کی ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایران نیوکلیائی ہتھیار بنانے کی زور شور سے تیاری کر رہا ہے اور اسرائیل کسی بھی قیمت پر ایسا ہونے نہیں دے گا، یاہو نے اپنے خطاب میں محسن فخری زادہ کا نام لیا اور کہا تھا کہ آپ لوگ اس نام کو یاد رکھیں، جب یہ غیر انسانی قتل واردات سامنے آئی تو دنیا والوں کو یہ سمجھتے دیر نہیں لگی کہ اس غیر انسانی واردات کو اسرائیل کی خفیہ ایجنسی موساد نے انجام دیا ہے، حالاں کہ اسرائیل نے تادمِ اس کے سلسلے میں کسی رد عمل کا اظہار نہیں کیا ہے، جو کہ اس کی پرانی عادت ہے۔ مگر ''جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا'' کے تحت دنیا والے اگر اسے اسرائیل کی غیر انسانی کارستانی سمجھ رہے ہیں، تو اس میں وہ غلط بھی نہیں ہے۔

ویسے یہ موساد کی ایرانی نیوکلیائی سائنس دانوں کو قتل کرنے کی پہلی غیر انسانی حرکت نہیں ہے، ۱۵/جنوری ۲۰۰۷ء میں اردشیر حسین پور کے قتل سے لے کر اب تک وہ کم از کم سات عظیم ایرانی نیوکلیائی سائنس دانوں کو قتل کر چکی ہے، ۲۰۱۰ء میں فخری زادہ کے دو معاون نیوکلیائی سائنس داں؛ پارٹیکل فزکس کے ماہر مسعود علی محمدی اور ماجد شہریاری کو مار ڈالنے کی غیر انسانی حرکت انجام دے چکی ہے، جس دن یہ دو عظیم سائنس داں مارے گئے، اسی دن ایک اور عظیم ایرانی نیوکلیائی سائنس داں فردیون عباسی دوانی پر بھی ناکام جان لیوا حملہ ہوا تھا، ۲۰۱۱ء میں درویش رضائی نژاد اور ۲۰۱۲ء میں مصطفیٰ احمدی روشن کو بھی قتل کر دیا گیا اور کئی سائنس دانوں کو اغوا بھی کر لیا گیا تھا۔

ایسا بھی نہیں ہے کہ موساد صرف ایرانی نیوکلیائی سائنس دانوں کے قتل و اغوا میں ملوث رہی ہو، بلکہ اس کے دیگر مسلم ملکوں کے سائنس دانوں کے قتل و اغوا میں ملوث ہونے کے شواہد بھی موجود ہیں، ۱۹۵۰ء کے اواخر میں مصر نے جرمن سائنس دانوں کے تعاون سے بیلسٹک میزائل پروگرام شروع کیا تھا، جولائی ۱۹۶۲ء میں اس وقت کے مصری صدر جمال عبد الناصر نے ایک فوجی پیریڈ کے دوران دو آزمودہ میزائلوں کی نمائش بھی کی اور اپنے خطاب میں کہا تھا کہ یہ بیروت کے جنوبی ٹھکانوں تک مار کر سکتے ہیں، احوالِ عالم پر نظر اور مشرق وسطیٰ کے حالات سے آگاہی رکھنے والے کہتے ہیں کہ موساد نے اس کا بہت جلد نوٹس لیا اور پیریڈ کے صرف دو ماہ بعد ستمبر ۱۹۶۲ء میں آپریشن ڈیموکل کے تحت ایک جرمن سائنس داں کو قتل کر دیا گیا، بقیہ جرمن سائنس دانوں کے خاندانوں کو دھمکی آمیز خطوط ملنا شروع ہوئے، نتیجہ یہ ہوا کہ سارے جرمن سائنس داں مصر چھوڑ کر چلے گئے اور مصر کا بیلسٹک میزائل پروگرام ہمیشہ کے لیے ادھورا رہ گیا، اسی طرح، ۷/جون ۱۹۸۱ء کی رات میں عراق کے اوزیراک میں قائم عراقی ایٹمی ری ایکٹر کو بم سے اڑا دینے کا موساد کا کارنامہ اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، کچھ دنوں پہلے ہی اس حملے میں حصہ لینے والے باحیات کارکنان نے اپنی کامیابی کا جشن منایا اور اس مشن سے متعلق اپنی یادداشتوں کو عام کیا ہے، اس وقت اسرائیل کا وزیر اعظم مناحیم بیگن تھا، اسی نے عراقی ری ایکٹر کو ختم کرنے کا فیصلہ لیا تھا اور آپریشن اوپیرا کے تحت اسے اڑانے کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی اجازت دی تھی۔

یہی قصہ ۶/ستمبر ۲۰۰۷ء میں موساد نے آپریشن آرچرڈ کے تحت سیریا کے نیوکلیائی ری ایکٹر کو بموں سے اڑا کر دوہرایا تھا، اس سے پہلے پاکستانی نیوکلیائی ری ایکٹر کو نیست و نابود کرنے کا بھی پورا منصوبہ تیار کر لیا گیا تھا، مذکورہ بالا یہ چند واقعات و حقائق مشتے نمونہ از خروارے کے قبیل سے ہیں، ورنہ پوری دنیا میں موساد کی تخریب کاریاں، ریشہ دوانیاں اور عظیم ہستیوں اور سائنس دانوں کو قتل کر دینے کے اقدامات مشہور و معروف ہیں۔

اسرائیل نے محسن فخری زادہ کو قتل کر کے ایک تیر سے دو نشانے سادھنے کی کوشش کی ہے، ایک نشانہ تو یہ ہے کہ ایران کسی بھی صورت میں ایٹمی ہتھیار نہ بنا سکے، دوسرا یہ کہ اس نے ایسا کر کے ایران کو جوابی کارروائی کے لیے اکسانا چاہا ہے، وہ چاہتا ہے کہ امریکہ دوبارہ ایران سے ہوئے ایٹمی معاہدہ میں جس سے وہ ۲۰۱۸ء میں نکل گیا تھا، دوبارہ واپسی نہ کرے تاکہ وہ مشرق وسطیٰ کی واحد ایٹمی طاقت بنا رہے، اس کی آنکھوں سے آنکھ ملا کر بات کرنے کی جسارت کوئی مسلم ملک نہ کر سکے اور اپنے وجود کی حفاظت کے بہانے اسے فلسطینیوں پر انسانیت سوز مظالم ڈھانے کی وہی کھلی چھوٹ ملی رہے جو تقریباً پون صدی سے ملی ہوئی ہے، امریکی تختِ صدارت سے ٹرمپ کی رخصتی اور جو بائیڈن کی رونق افروزی سے کئی ملکوں کے ساتھ ساتھ اسرائیل بھی بہت زیادہ پریشان ہے اور ٹرمپ کے جاتے جاتے وہ جو بائیڈن کے سامنے ایسی مشکلات کھڑی کر دینا چاہتا ہے جو امریکہ کو اس ایٹمی معاہدہ میں دوبارہ شامل ہونے سے روک دیں، اگرچہ عالمی برادری نے اس غیر انسانی عمل پر مذمتی بیانات جاری کیے ہیں، مگر اتنا ہی کافی نہیں ہے، عالمی برادری کو چاہیے کہ وہ اس غیر انسانی عمل کے سد باب کے لیے موثر اقدام کرے اور مجرم ملک کو قرارِ واقعی سزا بھی دے تاکہ کوئی ملک یا تنظیم یہ غیر انسانی عمل دوبارہ انجام دینے کی جسارت ہی نہ کر سکے۔

(بشکریہ روزنامہ انقلاب ۹/دسمبر ۲۰۲۰ء)

## نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
**Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر**

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)